

مرکز اہل السنۃ والجماعت سرگودھا کا ترجمان

مدیر  
مولانا محمد الیاس گھمن

فقیہ  
سرگودھا  
ماہنامہ

شمارہ 10

ستمبر 2016

جلد نمبر 7

7 ستمبر

یوم دفاع ختم نبوت

میت کی جانب سے  
قربانی کا حکم

اسلامی ریاست کے اسلامی پہنما

مرکز اہل السنۃ والجماعۃ

www.ahnafmedia.com

ناشر

مرکز اہل السنۃ والجماعت سرگودھا کاترجمان



جلد نمبر 5 ستمبر 2016 شمارہ نمبر 9



خط و کتابت کا پتہ

دفتر رسائل و جرائد  
مرکز اہل السنۃ والجماعت  
87 جنوبی سرگودھا  
mag@ahnafmedia.com

بیرون ممالک  
امریکہ، اسٹریلیا، جنوبی افریقہ اور یورپی ممالک  
35 ڈالر..... سالانہ  
سعودیہ، انڈیا، متحدہ عرب امارات اور عرب ممالک  
25 ڈالر..... سالانہ  
ایران، بنگلہ دیش 20 ڈالر..... سالانہ

آن لائن پڑھنے اور ڈاؤن لوڈ کرنے کے لیے

www.ahnafmedia.com

قیمت فی شمارہ 20 روپے علاوہ ڈاک خرچ

سالانہ 300 روپے  
زرتعاون

سرکولیشن منیجر  
0332-6311808

صبح 8 تا 4 بجے شام

WhatsApp  
+923062251253

ماہنامہ مرکز اہل السنۃ والجماعت سرگودھا

## فہرست

- 3 ----- پاکستان ہمارا نظریاتی و جغرافیائی محافظ  
اداریہ
- 4 ----- اسلامی ریاست کے اسلامی رہنما  
مولانا محمد کلیم اللہ حنفی
- 8 ----- 7 ستمبر یوم دفاع ختم نبوت  
مولانا مجیب الرحمن انقلابی
- 13 ----- سفر حج قدم بقدم  
مولانا حافظ فضل الرحیم
- 33 ----- امیر عثمان سے طیب اردگان تک  
مولانا محمد الیاس گھمن
- 45 ----- میت کی جانب سے قربانی کا حکم  
مفتی محمد نجیب قاسمی
- 53 ----- جنت کی نہریں  
مولانا محمد کلیم اللہ حنفی
- 57 ----- پاکستان کا بنیادی حق  
مولانا محمد کلیم اللہ حنفی
- 59 ----- دورانِ احرام حیض کا حکم

## پاکستان ہمارا نظریاتی و جغرافیائی محافظ

### اداریہ

پاکستان ہمارا وطن ہے، یہ ہمیں دشمنوں سے حفاظت بخشتا ہے، ہمیں آزادی، امن، سکون، راحت مہیا کرتا ہے۔ ہمارے آباؤ اجداد، ہماری اور ہماری آئندہ آنے والی نسلوں کو تحفظ فراہم کرنے والا آزاد ملک ہے۔ یہ دیگر عام ممالک کی طرح محض ایک ملک ہی نہیں بلکہ اس کے وجود سے اسلامی نظریات و تعلیمات، کلچر، تہذیب و تمدن اور آزادی و خود مختاری وابستہ ہے۔ جب تک یہ ملک ہے اس وقت تک ہمارا نظریاتی و جغرافیائی تحفظ ہے۔

اس لیے عقل کا تقاضا بھی یہ ہے کہ ہم اس کی قدر کریں، اس کو مضبوط کریں، اس کو نقصان پہنچانے والے عناصر کو بے نقاب کریں۔

پچھلے دنوں کوئی نہ میں جو سانحہ پیش آیا ہے ہم اس کی شدید الفاظ میں مذمت کرتے ہیں ہمارے خیال میں دہشت گردی پھیلانے والوں نے بزدلانہ کارروائی کر کے جہاں وحشت کا ماحول پیدا کیا ہے وہاں پر ہماری متحدہ قومی و ملی غیرت کو لکا رہا ہے۔ اس لیے اے اہل وطن! وقت آپڑا ہے کہ ہم اپنے دشمنوں کو پہچانیں اور انتظامی اداروں کے ساتھ مل کر ملک سے ان کا صفایا کریں۔ بے گناہ و کلاء، صحافی برادری اور عوام الناس کو خاک و خون میں تڑپانے والے سفاک درندے کسی رعایت کے مستحق نہیں۔ ملک دشمن عناصر ہم سب کے مشترکہ مجرم ہیں۔ ہمارے محافظ اداروں کو اس بارے مزید سخت سے سخت اقدامات کرنا ہوں گے جس سے تخریب کاروں کی کمر ٹوٹے اور عوام کو آزادی سے جینے کا حوصلہ فراہم ہو۔

## اسلامی ریاست کے اسلامی رہنما

یوم آزادی کے موقع پر علماء کرام کے جذبہ حب الوطنی کی عکاس تحریر

مولانا محمد کلیم اللہ حنفی

خداوند حکیم و خبیر کی حکمتوں پر قربان جائیے کہ اسلام کو بچانے اور پھیلانے کے لیے آج سے 1400 برس پہلے مدینہ طیبہ کا انتخاب فرمایا۔ مدینہ طیبہ اسلام کے لیے جہاں حصار اور قلعہ کا کام دے رہا تھا وہاں پر اسلام کی روشنی پوری دنیا میں عام کرنے کے لیے آفتاب و مہتاب کی صورت اختیار کر چکا تھا۔ اسلام کو اپنا انقلابی سفر طے کرتے کرتے 1400 برس کا طویل عرصہ بیت چکا تھا۔ اس دوران پوری دنیا کے بحر و بر، صحراء و دریا، شہر و دیہات اور گلی کوچوں میں پہنچا۔ فطرت سلیمہ رکھنے والے خوش قسمت انسانوں نے اس کی قدر دانی کی، جبکہ بعض بد طینت انسان نما حیوانوں نے اس سے ہتک آمیز رویہ برتا، بلکہ اسے ختم کرنے، اس کی تعلیمات اور ثقافت کو مٹا ڈالنے میں جُت گئے۔

اسلام سے برگشتہ خاطر کرنے کی ”ارتدادی مہم“ چلی، اس کے نظریات کو مشکوک بنانے کی ”الحادی مہم“ بھی، اسے بنیادی اکائیوں سے ہٹا کر ماڈرن بنانے کی ”استشراتی مہم“ بھی چلی، اس کے نظام کو فرسودہ قرار دینے کی ”ظالمانہ مہم“ بھی چلی۔ یہ سب سے سینہ سپر ہو کر لڑتا رہا، لیکن جب اہل باطل کی ساری قوتوں نے مشترکہ یلغار کی تو اللہ کریم نے اپنے دین کو بچانے کے لیے جس خطے کا انتخاب فرمایا اسے ”پاکستان“ کے پاک نام سے یاد کیا جاتا ہے۔

یہ منفرد حیثیت کا حامل خطہ ہے، یہ محض ایک ملک ہی نہیں جسے قومیت،



لسانیت، علاقائیت کی بنیاد پر آزاد کرایا گیا ہو، بلکہ اس کی آزادی کی بنیاد کلمہ طیبہ (مذہب اسلام) ہے۔ اس ملک نے اسلام کو اغیار کی سازشوں سے حفاظت بخشی، اسلام کے نظام اور اساسیات کو باقی رکھنے کے لیے اسے اپنے ملک کے آئین کا درجہ دیا، اسلامی تعلیمات کو زندہ رکھے اور اسے ارتدادی، الحادی، استشراتی یلغاروں سے پناہ دینے کے لیے وسیع پیمانے پر دینی جامعات، مکاتب اور تعلیم گاہوں کا جال بچھایا، اسلام کی ثقافت، کلچر اور تمدن کی حفاظت کے لیے اولیاء کرام اور علماء و مشائخ کو جنم دیا۔ چونکہ اس ملک کی آزادی ہنگامی بنیادوں کے بجائے سنجیدہ طور پر اسلامی فکر و نظر کی پختگی پر تھی اس لیے ملک بننے کے بعد علماء کرام نے اس کے حقیقی مقاصد کی تکمیل کے لیے اپنا بھرپور کردار ادا کیا۔

علماء کرام کا طبقہ محب وطن ہے، یہ محض زبانی جمع خرچ اور کھوکھلے جذباتی نعروں کا نہ خود شکار ہوتا ہے اور نہ کسی اور کو اس کا شکار کرتا ہے، یہ سنجیدہ، شہہ دماغ اور بامقصد لوگ ہیں۔ وطن کی محبت ان کی رگ رگ میں سرایت کیے ہوئے ہے۔

اسی طبقے نے ملک کے اسلامی تشخص کو باقی رکھنے میں خدمات انجام دی ہیں چنانچہ اسلام کو آئینی حیثیت دینے کے لیے قرارداد مرتب فرما کر جمہوری طریقے سے پاس کرائی۔ غیر اسلامی قوانین کی راہ روکنے کے لیے ایسا آئین ترتیب دیا جس کی بدولت پاکستان اسلام کا گہوارہ بن گیا۔

پارلیمنٹ کے پلیٹ فارم سے اسلام کی بنیادی عقائد و نظریات کو محفوظ کیا۔ دشمن قوتوں سے نمٹنے کے لیے جرات و بہادری کے ساتھ مدبرانہ فراست اور حکمت عملی کے ساتھ معاملات کو حل کیا۔

ملک کو پر امن اور مستحکم رکھنے کے لیے دہشت گردی، تخریب کاری، اور

فرقہ واریت کے ناسور کو ختم کرنے کے لیے ہر طرح کی قربانیاں دیں۔

کسی بھی ملک کی ترقی کا مدار معیشت پر ہوتا ہے اسی طبقے کی طویل محنت کے بعد پاکستانی معیشت اب غیر سودی بینکاری کی طرف آچکی ہے۔ معیشت کا زیادہ تر انحصار تجارت پر ہوتا ہے تجارت کو اسلامی قالب میں ڈھالنے کے لیے اسی طبقہ نے کتابیں تصنیف کیں، تجارت میں اسلامی اصولوں سے آگاہی کے لیے مختلف عنوانات سے متعدد مقامات پر پروگرامز کیے۔ اشیاء کی خرید و فروخت میں حلال غذا کو یقینی بنانے میں ادارے قائم کیے۔

عوام الناس کی روزمرہ کی ضروریات پورا کرنے کے لیے، ان کی مشکلات و مصائب میں ہر ممکن مدد اور رفاهی خدمات کے لیے ٹرسٹ تشکیل دیے۔ الغرض اسلامی ریاست میں اسلامی نظریات، اسلامی تعلیمات، اسلامی معاشیات اور اسلامی افکار کو زندہ رکھنے کے لیے تن من دھن کی بازی لگائی آج بھی ان میں ہر فرد ملت کے مقدر کا ستارہ بن کر چمک بھی رہا ہے اور روشنی بانٹ رہا ہے۔

یہ طبقہ آج بھی پاکستان کو پر امن، مستحکم، ترقی یافتہ، خوشحال اور حقیقی معنوں میں آزاد اسلامی ریاست دیکھنا چاہتا ہے۔ چنانچہ اس امر کے اظہار کے لیے اس باریوم آزادی کے موقع پر اس طبقے نے اس کا بھرپور مظاہرہ کیا۔ دیگر اداروں کی طرح دینی مدارس کے علماء و طلباء نے بھی پاکستان کی سالمیت، استحکام، تعمیر و ترقی کے حوالے سے خوبصورت تقریبات کا انعقاد کیا، بڑے بڑے دینی جامعات میں سبز ہلالی پرچم لہرایا گیا اور آزادی وطن کے لیے قربانیاں دینے والوں کو خراج تحسین پیش کیا گیا، اکابر کی قربانیوں کو سراہا گیا، اور پاکستان کے استحکام کے لیے اپنے نیک جذبات اور تمنائوں کا اظہار کیا۔

اسی سلسلے کی ایک مضبوط کڑی مرکز اہل سنت والجماعت سرگودھا میں بھی استحکام پاکستان سیمینار کی تقریب منعقد ہوئی اس موقع پر پرچم کشائی بھی کی گئی، طلبہ نے قومی ترانہ اور ملی ترانے پیش کیے تقریب سے خطاب کرتے ہوئے مولانا محمد الیاس گھمن نے کہا کہ

پاکستان کے اسلامی تشخص کی وجہ سے پوری دنیا کی استعماری طاقتیں اسے بالکل برداشت نہیں کر رہیں۔ پاکستان کے وجود کو ختم کرنے لیے، اس کی سالمیت کو نقصان پہنچانے اور اسے عدم استحکام کی دلدل میں دھیکنے کے لیے اعلیٰ پیمانے پر تخریب کاری کے منصوبے بنائے جا رہے ہیں۔ اور ہم بحیثیت قوم استحکام پاکستان پر علماء، سیاست دان، تاجر برادی، وکلاء، مقننہ، افواج اور تمام مسالک متفق ہیں۔ یوم آزادی کے موقع پر ہم یہ عہد کرتے ہیں کہ پاکستان کو مستحکم کرنے کے لیے جس قسم کی قربانی دینی پڑی ہم اس کے لیے تیار ہیں۔ پاکستان کا استحکام درحقیقت دین اسلام کا استحکام ہے۔ پاکستان ایسا خطہ ہے جہاں دنیا بھر کی تمام نعمتیں وافر مقدار میں موجود ہیں۔

یوم آزادی کے موقع پر نوجوان نسل میں یہ سوچ اور فکر عام کرنے کی ضرورت ہے کہ وہ ملکی ترقی و استحکام کے لیے تمام تر اختلافات بھلا کر اس پرچم کے سائے تلے ایک ہو جائیں۔ یہ ملک اللہ کریم کا انعام، رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا فیضان، علمائے حق کا احسان، قائد اعظم اور اقبال کی دلی امنگوں کا ترجمان اور مسلمانان برصغیر کی قربانیوں کی عظیم داستان ہے۔ اس کو دہشت گردی، فرقہ واریت اور تخریب کاری سے محفوظ بنانے کیلئے ہم سب کو یک دل اور یکجہاں ہونا پڑے گا پوری پاکستانی قوم کو یہ پختہ عزم کرنا ہو گا کہ جیسے ہمارے آباؤ اجداد نے قربانیاں دے کر پاکستان بنایا تھا ویسے ہم قربانیاں دے کر پاکستان بچائیں گے۔



## 7 ستمبر یومِ دفاعِ ختمِ نبوت

مولانا مجیب الرحمن انقلابی

7 ستمبر ہماری تاریخ کا وہ روشن اور تاریخ ساز دن ہے جب ہزاروں مسلمانوں نے عقیدہ ختم نبوت کے تحفظ کیلئے اپنی جانوں کا نذرانہ پیش کرتے ہوئے طویل جدوجہد کے بعد پارلیمنٹ سے قادیانیوں کو آئینی طور پر غیر مسلم اقلیت قرار دلوانے میں کامیابی حاصل کی۔

عقیدہ ختم نبوت کا تحفظ ہر مسلمان پر فرض ہے اس کے ایمان کا تقاضہ اور آخرت میں شفاعتِ رسول ﷺ کا ذریعہ ہے۔ ختم نبوت کا عقیدہ اسلام کا وہ بنیادی اور اہم عقیدہ ہے جس پر پورے دین کا انحصار ہے۔ اگر یہ عقیدہ محفوظ ہے تو پورا دین محفوظ ہے۔ اگر یہ عقیدہ محفوظ نہیں تو دین محفوظ نہیں۔

قرآن کریم میں ایک سو سے زائد آیات اور ذخیرہ احادیث میں دوسو سے زائد احادیث نبوی اس عقیدے کا اثبات کر رہی ہیں۔ جن میں پوری تفصیل سے ختم نبوت کے ہر پہلو کو اجاگر کیا گیا ہے۔

قرونِ اولیٰ سے لے کر آج تک پوری امت مسلمہ کا اجماع چلا آ رہا ہے کہ حضور اکرم ﷺ کے بعد نبوت کا دعویٰ کفر ہے بلکہ امام اعظم امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا تو یہ فتویٰ ہے کہ حضور خاتم الانبیاء ﷺ کے بعد مدعی نبوت سے دلیل طلب کرنا یا معجزہ مانگنا بھی کفر ہے۔ اس سے عقیدہ ختم نبوت کی اہمیت کا اندازہ ہوتا ہے۔

خليفة اول حضرت ابو بکر صدیقؓ نے عقیدہ ختم نبوت کے تحفظ کیلئے جو عظیم قربانی دی وہ تاریخ کے صفحات میں موجود ہے۔ حضرت ابو بکر صدیقؓ اور جمیع صحابہ



کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی نظر میں عقیدہ ختم نبوت کے تحفظ کی جو اہمیت تھی اس کا اس بات سے بخوبی اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ مدعی نبوت مسیلمہ کذاب سے جو معرکہ ہوا اس میں بانئیں ہزار مرتدین قتل ہوئے اور 1200 کے قریب صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے جام شہادت نوش فرمایا جس میں 600 کے قریب تو حفاظ اور قراء تھے حتیٰ کہ اس معرکہ میں بدری صحابہ کرام نے قیمتی جانوں کا نذرانہ بھی پیش کر دیا مگر اس عقیدہ پر آج نہ آنے دی۔

حضور ﷺ کی حیات طیبہ میں دین اسلام کیلئے شہید ہونے والے مردوں، عورتوں، بچوں و بوڑھوں اور نوجوانوں کی تعداد 259 ہے اور اس دوران قتل ہونے والے کفار کی کل تعداد 759 ہے جبکہ کل تعداد 1018 بنتی ہے۔ جبکہ ختم نبوت کے تحفظ کیلئے لڑی جانے والی صرف ایک جنگ میں شہداء و مقتولین کی تعداد اس سے کئی گنا زیادہ ہے۔

انیسویں صدی کے آخر میں بے شمار فتنوں کے ساتھ ایک بہت بڑا فتنہ ایک خود ساختہ نبوت قادیانیت کی شکل میں ظاہر ہوا۔ جس کی تمام تر وفاداریاں انگریزی طاغوت کے لیے وقف تھیں، انگریز کو بھی ایسے ہی خاردار خود کاشتہ پودے کی ضرورت تھی جس میں الجھ کر مسلمانوں کا دامن اتحاد تار تار ہو جائے۔ اس لیے انگریزوں نے اس خود کاشتہ پودے کی خوب آبیاری کی۔

اس فرقہ کے مفادات کی حفاظت بھی انگریزی حکومت سے وابستہ تھے۔ اس لیے اس نے تاج برطانیہ کی بھرپور انداز میں حمایت کی، ملکہ برطانیہ کو خوشامدی خطوط لکھے، حکومت برطانیہ نے عوام میں راہ ہموار کرنے کے لیے حرمت جہاد کا فتویٰ دیا، چاپلوسی کے وہ گھٹیا اور پست طریقے اختیار کیے جس سے مرزا غلام احمد کی کتابیں

بھری پڑی ہیں۔

مرزا غلام احمد قادیانی کے کفریہ عقائد و نظریات اور لحدانہ خیالات سامنے آئے تو علماء کرام نے اس کا تعاقب کیا اور اس کے مقابلہ میں میدانِ عمل میں نکلے۔ مرزا قادیانی کے فتنہ سے نمٹنے کیلئے انفرادی اور اجتماعی سطح پر جو کوششیں کی گئیں ان میں بڑا اہم کردار علماء دیوبند کا ہے، بالخصوص حضرت علامہ انور شاہ کشمیریؒ اور امیر شریعت سید عطا اللہ شاہ بخاریؒ کی خدمات اور مساعی اس سلسلہ میں امت مسلمہ کے ایمان کے تحفظ و بقاء کا سبب ہیں۔ علامہ سید انور شاہ کشمیریؒ گویا کہ اس فتنہ کے خاتمے کے لئے اللہ تعالیٰ کی طرف سے مامور تھے، اس فتنے کے لئے وہ ہمیشہ بے چین و بے قرار رہتے۔

امام العصر حضرت مولانا انور شاہ کشمیریؒ نے خود بھی اس موضوع پر گرانقدر کتابیں تصنیف کیں بعد میں اپنے شاگردوں کو بھی اس کام میں لگایا، جن میں مولانا بدر عالم میرٹھیؒ، مولانا مرتضیٰ حسن چاند پوریؒ، مولانا مناظر احسن گیلانیؒ، مولانا محمد ادریس کاندھلویؒ، مولانا محمد علی جالندھریؒ، مولانا محمد یوسف بنوریؒ، مولانا محمد منظور نعمانیؒ وغیرہ قابل ذکر ہیں۔ جدید طبقہ تک اپنی آواز پہنچانے کے لئے مولانا ظفر علی خانؒ اور علامہ محمد اقبالؒ کو تیار و آمادہ کیا۔

امام العصر حضرت علامہ انور شاہ کشمیریؒ اپنے شاگردوں سے عقیدہ ختم نبوت کے تحفظ اور ردِ قادیانیت کے لئے کام کرنے کا عہد لیا کرتے تھے اور فرماتے تھے کہ: ”جو شخص قیامت کے دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دامن شفاعت سے وابستہ ہونا چاہتا ہے وہ قادیانی دُروں سے ناموس رسالت کو بچائے۔“ حضرت علامہ انور شاہ کشمیریؒ نے اس کام کو باقاعدہ منظم کرنے کے لئے تحریک آزادی کے عظیم



مجاہد حضرت مولانا سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ کو امیر شریعت مقرر کیا اور انجمن خدام الدین لاہور کے ایک عظیم الشان جلسہ میں آپ کے ہاتھ پر بیعت کی، اس اجلاس میں پانچ سو جید اور ممتاز علماء و صلحا موجود تھے، ان سب نے حضرت سید عطاء اللہ شاہ بخاری کے ہاتھ پر بیعت کی۔

امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ نے تحریک آزادی کے بعد عقیدہ ختم نبوت کے تحفظ کیلئے اپنے آپ کو وقف کر دیا اور قید و بند کی صعوبتوں کا مردانہ وار مقابلہ کیا اور پورے ملک میں بڑھاپے اور بیماری کے باوجود جلسوں سے خطاب کرتے ہوئے قادیانیت کے کفر کو بے نقاب کر کے نسل نو کے ایمان کی حفاظت میں اہم کردار ادا کیا۔

امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ نے ستمبر 1951ء میں کراچی میں عقیدہ ختم نبوت کی اہمیت پر خطاب کرتے ہوئے فرمایا تھا کہ:۔۔۔ تصویر کا ایک رخ یہ ہے کہ مرزا غلام احمد قادیانی میں یہ کمزوریاں اور عیوب تھے، اس کے نقوش میں توازن نہ تھا۔ قد و قامت میں تناسب نہ تھا، اخلاق کا جنازہ تھا، کریکٹر کی موت تھی، سچ کبھی نہ بولتا تھا، معاملات کا درست نہ تھا، بات کا پکا نہ تھا، بزدل اور ٹوڈی تھا، تقریر و تحریر ایسی ہے کہ پڑھ کر متلی ہونے لگتی ہے لیکن میں آپ سے عرض کرتا ہوں کہ اگر اس میں کوئی کمزوری بھی نہ ہوتی، وہ مجسمہ حسن و جمال ہوتا، قویٰ میں تناسب ہوتا، چھاتی 45 انچ کی، کمر ایسی کہ سی آئی ڈی کو بھی پتہ نہ چلتا، بہادر بھی ہوتا، کریکٹر کا آفتاب اور خاندان کا مانتاب ہوتا، شاعر ہوتا، فردوسی وقت ہوتا، ابوالفضل اس کا پانی بھرتا، خیام اس کی چاکری کرتا، غالب اس کا وظیفہ خوار ہوتا، انگریزی کا شیکسپیر اور اردو کا ابوالکلام ہوتا پھر نبوت کا دعویٰ کرتا تو کیا ہم اسے نبی مان لیتے؟ نہیں ہر گز نہیں، میاں! آقا صلی

اللہ علیہ وسلم کے بعد کائنات میں کوئی انسان ایسا نہیں جو تخت نبوت پر سجدہ سکے اور تاج نبوت و رسالت جس کے سر پر ناز کرے۔

حضرت مولانا سید انور شاہ کشمیری رحمۃ اللہ علیہ تو ختم نبوت کے کام کو اپنی مغفرت کا سبب بتایا کرتے تھے اور فرماتے تھے کہ: ”اگر ہم ختم نبوت کا کام نہ کریں تو گلی کا کتا ہم سے بہتر ہے۔“ حضرت علامہ شمس الحق افغانی فرماتے ہیں کہ جب حضرت انور شاہ کشمیریؒ کا آخری وقت تھا کمزوری بہت زیادہ تھی، چلنے کی طاقت بالکل نہ تھی، فرمایا کہ مجھے دارالعلوم دیوبند کی مسجد میں پہنچادیں، اس وقت کاروں کا زمانہ نہ تھا ایک پاکی لائی گئی، پاکی میں بٹھا کر حضرت شاہ صاحب کو دارالعلوم کی مسجد میں پہنچا دیا گیا، محراب میں حضرت کی جگہ بنائی گئی تھی وہاں پر بٹھا دیا گیا تھا، حضرت کی آواز ضعف کی وجہ سے انتہائی ضعیف اور دھیمی تھی۔ تمام اجل شاگرد حضرت انور شاہ کشمیریؒ کے ارد گرد ہمہ تن گوش بیٹھے تھے آپ نے صرف دو باتیں فرمائیں، پہلی بات تو یہ فرمائی کہ تاریخ اسلام کا میں نے جس قدر مطالعہ کیا ہے اسلام میں چودہ سو سال کے اندر جس قدر فتنے پیدا ہوئے ہیں، قادیانی فتنہ سے بڑا اور سنگین فتنہ کوئی بھی پیدا نہیں ہوا۔

دوسری بات یہ فرمائی حضور ﷺ کو جتنی خوشی اس شخص سے ہوگی جو اس کے استیصال کیلئے اپنے آپ کو وقف کرے گا تو رسول اکرم ﷺ اس کے دوسرے اعمال کی نسبت اس کے اس عمل سے زیادہ خوش ہوں گے اور پھر آخر میں جوش میں آکر فرمایا! کہ جو کوئی اس فتنہ کی سرکوبی کیلئے اپنے آپ کو لگا دے گا، اس کی جنت کا میں ضامن ہوں۔ لہذا عقیدہ ختم نبوت کے تحفظ، نسل نو کے ایمان کی حفاظت اور قادیانیت کے کفر کو بے نقاب کرنے کیلئے ہر ایک مسلمان کو اپنا اپنا کردار ادا کرنا ہو گا تاکہ وہ دنیا و آخرت میں سرخرو ہو سکے۔

## سفر حج قدم بقدم

### مولانا حافظ فضل الرحیم

حدیث میں ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا: ”جس نے حج بیت اللہ کی سعادت حاصل کی اور اس میں نہ تو گالی گلوچ سے کام لیا اور نہ کسی فسق کا ارتکاب کیا یہ گناہوں سے یوں پاک ہو گیا جیسے نوزائیدہ بچہ۔“ عازمین حج کو مبارک ہو کہ جنہیں عنقریب اللہ کے گھر کے حج اور رسول اکرم ﷺ کے روضہ پاک کی زیارت نصیب ہوگی۔ آج سے ہی حج کی تیاری شروع کر دینی چاہیے۔ حج کی تیاری یہ ہے کہ آپ کو معلوم ہو کہ حج کے معنی کیا ہیں؟ حج کے معنی ہیں ”ارادہ کرنا“ حج بیت اللہ یعنی چند مخصوص اعمال کی بجا آوری کیلئے بیت اللہ شریف کا ارادہ کرنا۔ یاد رکھئے حج کے بارے میں آپ کا مطالعہ جتنا وسیع ہو گا آپ کو حج کا اتنا ہی زیادہ لطف آئے گا۔ آپ کے پاس قرآنی اور مسنون دعاؤں کی کتاب بھی ہونی چاہئے۔ جتنی بھی دعائیں آپ یاد کر سکتے ہیں کر لیں، اس کے ساتھ ہی مناسک حج کی تربیت حاصل کریں۔

حج تین قسم کے ہوتے ہیں۔ (1) حج قرآن۔ (2) حج افراد (3) حج تمتع پاکستانی حجاج عموماً حج تمتع کرتے ہیں لہذا اس کا آسان مختصر طریقہ یہ ہے۔ ایئر پورٹ پہنچ کر احرام کی چادریں پہن لیں پھر دو رکعت نفل ادا کریں، سلام پھیرنے کے بعد سربرہنہ کر لیں پھر آپ عمرہ کے احرام کی نیت کریں کہ میں اب عمرہ کا احرام باندھتا ہوں، نیت دل کے ارادے کا نام ہے اور زبان سے بھی نیت کے یہ الفاظ کہیں:

اَللّٰهُمَّ رِنِّیْ اُرَیْدُ الْعُمْرَةَ فَیَبِّرْهَا لِیْ وَتَقَبَّلْهَا مِنِّیْ

ترجمہ:- اے اللہ! میں عمرہ کا ارادہ کرتا ہوں، اس کو میرے لئے آسان فرما



اور اس کو میری طرف سے قبول فرما۔ اس کے بعد تلبیہ پڑھیں۔

لَبَّيْكَ اللَّهُمَّ لَبَّيْكَ ط لَبَّيْكَ لَا شَرِيكَ لَكَ لَبَّيْكَ إِنَّ الْحَمْدَ وَالنِّعْمَةَ لَكَ  
وَالْمُلْكَ لَا شَرِيكَ لَكَ

ایک مرتبہ تلبیہ پڑھنا ضروری ہے اور تین مرتبہ پڑھنا سنت ہے۔ مرد بلند  
آواز سے اور خواتین آہستہ آواز سے پڑھیں، تلبیہ کے بعد درود شریف اور یہ دعا  
پڑھنا بھی مستحب ہے: اللَّهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ رِضَاكَ وَالْجَنَّةَ وَأَعُوذُ بِكَ مِنْ غَضَبِكَ وَ  
النَّارِ

ترجمہ: اے اللہ میں آپ سے آپ کی خوشنودی اور جنت مانگتا ہوں، اور  
آپ کے غصہ اور دوزخ سے آپ کی پناہ مانگتا ہوں۔

اب آپ کا احرام بندھ گیا اور آپ پر احرام کی پابندیاں لگ گئیں، احرام  
چادروں کا نام نہیں بلکہ نیت کر کے تلبیہ پڑھنے کا نام ہے۔ اور یہ چادریں احرام کا لباس  
کہلاتی ہیں۔ نیز نیت اور تلبیہ اس وقت پڑھیں جس وقت جہاز پرواز کر جانے کا یقین ہو  
جائے۔

خواتین بھی غسل کر کے سہلے ہوئے کپڑے جس رنگ کے چاہیں پہن لیں  
اوپر کوئی ڈھیلا عبا یا برقع پہن لیں، اور سر کے اوپر سکارف پہن کر بالوں کو چھپا  
لیں۔ دو رکعت نفل ادا کرے پھر تین بار تلبیہ پڑھے اور عمرہ کی نیت کر لے۔ خواتین  
میں یہ مشہور ہے کہ سر کے اوپر جو رومال لپیٹی ہیں، اسی رومال کے اوپر مسح کر لیتی  
ہیں۔ یاد رکھئے! اگر کسی خاتون نے بالوں کی بجائے اس رومال یا سکارف پر مسح کیا تو  
اس کا وضو نہیں ہوگا، اور جب وضو نہیں ہوگا تو نماز بھی نہیں ہوگی، اس لئے خواتین  
وضو کرتے وقت اس رومال کو کھول کر بالوں پر مسح کریں، پھر دوبارہ رومال باندھ

لیں، اس سے احرام میں کوئی فرق نہیں پڑتا۔

اگر کوئی خاتون ناپاکی کی حالت میں ہے تو احرام باندھتے وقت مستحب یہ ہے کہ نظافت اور صفائی کیلئے غسل کر لے، یہ غسل طہارت کیلئے نہیں۔ احرام کے نوافل نہ پڑھے۔ یہ بھی احرام کی نیت کر کے تلبیہ پڑھے، اب اس کا بھی احرام بندھ گیا اور احرام کی پابندیاں لگ گئیں۔ مکہ مکرمہ پہنچنے کے بعد جب تک پاک نہ ہو جائے مسجد حرام میں نہ جائے، نہ نمازیں پڑھے، نہ قرآن کریم پڑھے، نہ بیت اللہ کا طواف کرے، بلکہ اپنی قیام گاہ پر ہی رہے، البتہ ذکر کر سکتی ہے، تسبیحات اور درود شریف وغیرہ پڑھ سکتی ہے، پاک ہونے کے بعد سب کام انجام دے۔

جب کسی مرد نے احرام کی نیت کر کے تلبیہ پڑھ لیا تو اس پر احرام کی یہ پابندیاں لگ گئیں:

(1) پہلی پابندی یہ ہے کہ مرد احرام کی حالت میں کسی قسم کا سیلا ہوا کپڑا نہیں پہنیں گے، البتہ چادر تبدیل کرنے کی ضرورت پیش آئے تو چادر کی جگہ دوسری چادر ہی استعمال کریں، اس لئے اپنے ساتھ ایک دو چادریں زائد لے جائیں، البتہ خواتین ہر قسم کا سیلا ہوا کپڑا پہن سکتی ہیں۔ عورت کو سر کے بال چھپانا بھی ضروری ہے۔ لہذا احرام کے وقت دوپٹے کی جگہ رومال بندھوایا جاتا ہے، تاکہ کپڑا چہرہ کو نہ لگے، اس رومال کے اتارنے اور کھولنے سے احرام نہیں ٹوٹتا، اس لئے خواتین وضو کرتے وقت رومال کھول کر بالوں پر مسح کریں۔

(2) دوسری پابندی یہ ہے کہ مرد احرام کی حالت میں اپنا چہرہ اور سر نہیں ڈھانپے گا، رات کو سوتے وقت بھی سر اور چہرہ کھلا رہے گا۔ جبکہ خاتون صرف چہرہ پر کپڑا نہ لگنے دے۔ اس کا یہ مطلب نہیں کہ خواتین کو پردہ نہ کرنا چاہیے، خواتین پردہ





کریں، بلکہ خواتین کو ج میں پردہ کرنے کی زیادہ ضرورت ہے، اس لئے کہ حرم کے اندر جس طرح نیکی کا اجر و ثواب بڑھ جاتا ہے، اس طرح وہاں گناہ کرنے کا وبال بھی بڑھ جاتا ہے، بے پردگی کی وجہ سے خواتین مردوں کی بد نگاہی کا سبب بنتی ہیں، اس طرح خواتین خود بھی گناہ میں مبتلا ہوتی ہیں اور دوسروں کیلئے بھی گناہ کا سبب بنتی ہیں، اس لئے خواتین کو وہاں پردے کا خوب اہتمام کرنا چاہئے، لیکن پردہ اس طرح کریں کہ کپڑا چہرے کو نہ چھوئے۔ اس کا طریقہ یہ ہے کہ سر کے اوپر کوئی چھبنا نما چیز رکھ کر اس کے اوپر کپڑے کو چہرے کے سامنے اس طرح لٹکائیں کہ وہ کپڑا چہرے سے دور رہے اور پردہ بھی ہو جائے دھوپ سے بچنے کے لئے جو ٹوپیاں (P-Cap) وغیرہ بازار میں ملتی ہیں، وہ بھی استعمال کی جاسکتی ہیں۔

(3) تیسری پابندی یہ ہے کہ احرام کی حالت میں مرد و عورت بدن کے کسی حصے کے بال نہ کاٹیں گے نہ مونڈیں گے، اور نہ توڑیں گے، مرد وضو کرتے وقت چہرے پر آہستہ ہاتھ پھیریں، احرام کے حالت میں وضو یا غسل کرتے وقت بدن اور سر کو زور سے نہ رگڑیں، اگر رگڑنے کی وجہ سے بال ٹوٹیں گے تو صدقہ دینا ہوگا، پس اگر تین بال سے زیادہ ہو تو صدقہ میں پونے دو سیر گیہوں دیدیں اور اگر تین بال یا اس سے کم ہو تو پھر کوئی معمولی صدقہ بھی کافی ہے۔ اگر کسی شخص کے بال خود بخود گر جاتے ہوں تو اس پر کفارہ واجب نہیں ہے، احتیاطاً کچھ دیدے تو بہتر ہے۔

(4) چوتھی پابندی حالت احرام میں مرد و عورت ناخن نہیں کاٹیں گے۔

(5) پانچویں پابندی یہ ہے کہ حالت احرام میں مرد و عورت دونوں کے لئے ہر قسم کی خوشبو لگانا منع ہے، البتہ نیت کرنے اور تلبیہ پڑھنے سے پہلے ہلکی سی خوشبو بدن اور کپڑوں پر لگا سکتے ہیں، بلکہ اس وقت خوشبو لگانا مستحب ہے، لیکن اس کا نشان

اور دھبہ باقی نہ رہے۔ حتیٰ کہ خوشبودار میوے کو سونگھنا بھی مکروہ ہے۔

(6) چھٹی پاپندی یہ ہے کہ حالت احرام میں مرد حضرات دستانے اور موزے استعمال نہیں کریں گے، اس طرح ایسا بند جوتا بھی نہیں پہنیں گے جس میں پاؤں کے اوپر کی درمیانی ہڈی اور دائیں اور بائیں طرف کا حصہ چھپ جائے، اس لئے یا تو کھلا جوتا پہنیں یا ہوائی چپل پہنیں، البتہ خواتین دستانے موزے اور بند جوتا پہن سکتی ہیں۔

(7) اسی طرح اگر کوئی شخص اپنی بیوی ساتھ ہے تو احرام کی حالت میں بیوی کے ساتھ شہوت کی بات کرنا حرام ہے۔

مندرجہ بالا تمام پاپندیاں احرام کی نیت کر کے تلبیہ پڑھ لینے کے بعد فوراً لگ جائیں گی۔

عمرہ کا سب سے پہلا کام طواف ہے، طواف کے لئے وضو ضروری ہے اس لئے مسجد حرام میں با وضو آئیں، طواف شروع کرنے کیلئے آپ بیت اللہ کے اس کونے کے سامنے آجائیں جس میں حجر اسود لگا ہوا ہے، اور وہاں آکر اس طرح کھڑے ہوں کہ حجر اسود کا کونا آپ کے داہنی طرف رہے اور آپ کا چہرہ بیت اللہ کی طرف ہو۔ آپ نیت کریں کہ میں عمرہ کے طواف کے سات چکر اللہ تعالیٰ کے لئے لگاتا ہوں، اللہ تعالیٰ اس کو آسان فرمائے اور قبول فرمائے، نیت کرنے کے بعد اب آپ اپنا سیدھا مونڈھا کھول لیں اور احرام کی چادر دائیں بغل کے نیچے سے نکال کر بائیں مونڈھے پر ڈال لیں اس کو ”اضطباع“ کہتے ہیں، اس طواف کے ساتوں چکروں میں یہ مونڈھا کھلا رکھنا سنت ہے، جب سات چکر پورے ہو جائیں تو پھر چادر کو دونوں مونڈھوں پر ڈال لیں۔

نیت اور اضطباع کرنے کے بعد اب آپ حجر اسود کے سامنے آجائیں اس



وقت آپ کا سینہ بالکل حجر اسود کے سامنے ہو گا، یہاں کھڑے ہو کر پہلے آپ حجر اسود کا استقبال کریں، اس کا طریقہ یہ ہے کہ تکبیر کہتے ہوئے دونوں ہاتھ کانوں تک اٹھائیں جس طرح نماز میں تکبیر تحریمہ میں اٹھاتے ہیں۔ اور تکبیر یہ کہیں: بِسْمِ اللّٰهِ اَللّٰهُ اَكْبَرُ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَ لِلّٰهِ الْحَمْدُ وَالصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلَى رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تکبیر کہنے کے بعد ہاتھ چھوڑ دیں، یہ حجر اسود کا استقبال ہو گیا۔

اس کے بعد آپ حجر اسود کا ”استلام“ کریں، استلام یہ ہے کہ حجر اسود کو بوسہ دیں، دوسرا یہ کہ حجر اسود کو ہاتھ لگا کر ہاتھوں کو چوم لیں۔ لیکن آپ آج ان دونوں طریقوں سے ”استلام“ نہ کریں اس لئے کہ اس وقت آپ حالت احرام میں ہیں اور حالت احرام میں خوشبو لگانا جائز نہیں اور حجر اسود پر عام طور پر خوشبو لگی ہوتی ہے، اس لئے آج آپ حجر اسود کا استلام صرف اشارہ سے کریں، اور یہ طریقہ بھی سنت ہے حجر اسود کے سامنے جہاں کھڑے ہیں وہیں سے دونوں ہاتھوں کی ہتھیلیوں سے ایک بار حجر اسود کی طرف اس طرح اشارہ کریں جیسے آپ حجر اسود پر ہاتھ رکھ رہے ہوں، اشارہ کرتے وقت: بِسْمِ اللّٰهِ اَللّٰهُ اَكْبَرُ وَ لِلّٰهِ الْحَمْدُ کہیں اور پھر ہتھیلیوں کو چوم لیں یہ حجر اسود کا استلام ہو گیا۔

اس کے بعد آپ حجر اسود کے سامنے کھڑے کھڑے سیدھے ہاتھ کی طرف اپنے پاؤں کا رخ موڑ لیں، اور دائیں طرف سے بیت اللہ کا طواف کرنا شروع کر دیں، طواف کے دوران ان باتوں کا خیال رکھیں۔

(1) ایک طواف میں سات چکر ہوتے ہیں، ہر چکر حجر اسود سے شروع ہو کر اسی پر ختم ہو گا، اس طرح سات چکر لگائیں جائیں گے۔

(2) شروع کے تین چکروں میں مرد ”رمل“ کریں گے، اس طواف میں



رمل کرنا سنت ہے ”رمل“ کا مطلب یہ ہے کہ سینہ نکال کر مونڈھے ہلاتے ہوئے اکڑ کر پہلو انوں کی طرح چلیں، بعد کے چار چکروں میں اطمینان سے چلیں اگر کوئی شخص پہلے چکر میں رمل کرنا بھول جائے تو بعد کے صرف دو چکروں میں رمل کرے، خواتین رمل نہیں کریں گی۔

(3) ہر چکر میں جب حجر اسود کے سامنے پہنچیں تو اسی طرح ”استلام“ کریں جس طرح طواف شروع کرتے وقت کیا تھا۔

(4) حجر اسود والے کونے سے پہلے کونے کو رکن یمانی کہتے ہیں بہت سے لوگ طواف کے دوران جب ”رکن یمانی“ پر پہنچتے ہیں تو اس کی طرف ہاتھ سے اشارہ کرتے ہیں۔

یاد رکھئے! اس طرح ہاتھ سے اشارہ کرنا مکروہ اور بدعت ہے، صحیح طریقہ یہ ہے کہ اگر کسی کو تکلیف پہنچائے بغیر ”رکن یمانی“ کو ہاتھ لگا سکتے ہوں اور اس پر خوشبو لگی ہوئی نہ ہو تو اس صورت میں ”رکن یمانی“ کو دونوں ہاتھ لگائیں، یا صرف دایاں ہاتھ لگائیں مگر صرف باایاں ہاتھ نہ لگائیں اور نہ سامنے کھڑے ہو کر اس کی طرف اشارہ کریں، اور نہ رکن یمانی کو بوسہ دیں۔

(5) ”رکن یمانی“ سے حجر اسود تک: رَبَّنَا إِنِّي أَلْتُيَا حَسَنَةً وَفِي الْآخِرَةِ حَسَنَةٌ وَقَدْ آتَاكَ النَّارِ طِطْرُ حَيْصِينَ۔

(6) طواف کے دوران حجر اسود اور رکن یمانی کے علاوہ بیت اللہ کے دوسرے حصوں کو ہاتھ لگانا مکروہ ہے۔

(7) طواف کے دوران بیت اللہ کی طرف دیکھنا یا پشت کرنا بھی مکروہ ہے۔

(8) جب سات چکر پورے ہو جائیں تو ساتویں چکر کے ختم پر حجر اسود کے



سامنے کھڑے ہو کر آٹھویں مرتبہ حجر اسود کا استلام کریں۔

یاد رکھئے! پہلا استلام اور آٹھواں استلام سنت مؤکدہ ہے، اور درمیان کے استلام سنت یا مستحب ہیں، اب آپ کے عمرہ کا پہلا کام یعنی ”طواف“ مکمل ہو گیا۔ طواف سے فارغ ہونے کے بعد آپ کو تین ضمنی کام کرنے ہیں، یہ تینوں کام ہر طواف کے بعد کرنے ہیں، چاہے وہ عمرہ کا طواف ہو یا حج کا، یا نفلی طواف ہو۔

طواف کے بعد پہلا کام یہ ہے کہ آپ ”ملتزم شریف“ کے سامنے آجائیں۔ بیت اللہ کے دروازے اور حجر اسود والے کونے کے درمیان کے حصہ کو ”ملتزم“ کہتے ہیں چونکہ عام طور پر لوگ ملتزم پر بھی خوشبو لگا دیتے ہیں اور آپ اس وقت حالت احرام میں ہیں، اس لئے آپ اس وقت ملتزم کو ہاتھ نہ لگائیں، اور نہ اس سے چمٹیں، بلکہ ملتزم کے سامنے جتنا قریب ممکن ہو کھڑے ہو کر خوب الحاح و زاری سے دعا کریں، یہ قبولیت دعا کا خاص مقام ہے۔

لوگ ”ملتزم“ سے چمٹنے کے لئے اور حجر اسود کو بوسہ دینے کے لئے دھکم پیل کرتے ہیں، ایسا کرنا جائز نہیں کسی مسلمان کو ایذا پہنچا کر یہ کام کرنا خسارہ کا سودا ہے، اور بڑی شرم و غیرت کی بات یہ ہے کہ مردوں کے ہجوم میں خواتین بھی حجر اسود کو بوسہ دینے کے لئے گھس جاتی ہیں اور ان کو اس کی کوئی پروا نہیں ہوتی کہ وہ نامحرم مردوں کے درمیان بھینچ رہی ہیں، نامحرموں کے جسم سے جسم لگانا بدترین گناہ ہے۔

دوسرا ضمنی کام کہ طواف کا دو گانہ پڑھیں، یہ دو رکعتیں مقام ابراہیم کے قریب (جہاں حضرت ابراہیم علیہ السلام کا ”نقش پا“ شوکیس میں رکھا ہے) پڑھنا افضل ہے، اس کے قریب جگہ نہ ملے تو پیچھے ہٹ کر اس کی سیدھ میں پڑھ لیں، اور یہ نیت کریں کہ میں طواف کا دو گانہ پڑھتا ہوں۔



پہلی رکعت میں قُلْ يَا أَيُّهَا الْكَافِرُونَ اور دوسری رکعت میں قُلْ هُوَ اللَّهُ أَحَدٌ پڑھنا افضل ہے، ان کے علاوہ دوسری سورتیں بھی پڑھ سکتے ہیں۔ اس کا خیال کریں کہ مکروہ وقت میں نہ پڑھیں اگر مکروہ وقت ہو تو اس کے نکلنے کے بعد پڑھیں۔ تیسرا کام یہ ہے کہ آپ زم زم پئیں اور دعا کریں، اگر یاد ہو تو یہ دعا پڑھیں:

اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُكَ عِلْمًا تَافِعًا وَرِزْقًا وَاسِعًا وَعَمَلًا صَالِحًا وَشَفَاعَةً مِنْ کُلِّ دَاۤءٍ۔

سعی شروع کرنے سے پہلے ایک مرتبہ پھر حجر اسود کا استلام کریں، یہ حجر اسود کا نواں استلام ہو گا طواف کے دوران آٹھ مرتبہ آپ پہلے استلام کر چکے ہیں، ”استلام“ کرنے کے بعد ”صفا“ پہاڑی کی طرف آئیں۔ اور یہ پڑھیں۔ اَبَدًا بِمَا بَدَا اَللّٰهُ اِنَّ الصَّفَا وَالْمَرْوَةَ مِنْ شَعَائِرِ اللّٰهِ

”صفا“ پہاڑی پر اتنا چڑھیں کہ وہاں سے بیت اللہ شریف نظر آئے بعض لوگ اوپر پیچھے دیوار تک چلے جاتے ہیں، یہ صحیح نہیں، آپ کو بعض محرابوں کے درمیان سے ”بیت اللہ شریف“ نظر آئے گا وہاں کھڑے ہو کر بیت اللہ شریف کو دیکھ کر تین بار اللہ اکبر کہیں اور پھر: لَا اِلَهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيْكَ لَهٗ اَلْهُلْکُ وَ لَهٗ الْحَمْدُ وَ هُوَ عَلَى کُلِّ شَیْءٍ قَدِيْرٌ پڑھیں، اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا کریں اور دعا کریں، یہ قبولیت دعا کی خاص جگہ ہے، دعا کرنے کے بعد نیت کریں کہ میں اللہ کے لئے عمرہ کی صفا مروہ کی سعی کرتا ہوں اور صفا سے مروہ کی طرف چلیں۔

درمیان میں دو ۲۷ ہرے رنگ کے ستون آئیں گے جن کو ”میلین آخضرین“ کہتے ہیں ان پر سبز رنگ کی لائیں لگی ہوئی ہیں، مرد حضرات ان دونوں ستونوں کے درمیان جھپٹ کر چلیں، اور خواتین ان ستونوں کے درمیان بھی اطمینان کے ساتھ چلیں۔ مروہ پہنچ کر آپ کا ایک چکر پورا ہو گیا۔ مروہ پر بھی بیت اللہ کی



طرف منہ کر کے اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا کریں اور دعا کریں۔

مروہ سے بیت اللہ کی عمارت نظر نہیں آتی، لیکن اُدھر منہ کر کے دعا کریں، دعا کرنے کے بعد پھر صفا کی طرف آئیں، یہ آپ کا دوسرا چکر ہو گیا۔ پھر صفا پر دعا کرنے کے بعد مروہ کی طرف چلیں، یہ تیسرا چکر ہو گیا۔ مروہ پہنچ کر پھر دعا کریں اور صفا کی طرف چلیں، یہ چوتھا چکر ہو گیا، اس طرح سات چکر لگائیں، ساتواں چکر مروہ پر پورا ہو گا، ہر چکر میں صفا پر بھی دعا کریں اور مروہ پر بھی اور ہرے ستونوں کے درمیان مرد تیز چلیں۔ صفا اور مروہ کے درمیان کی ایک مختصر سی جامع دعا رسول اللہ ﷺ سے ثابت ہے رَبِّ اغْفِرْ وَارْحَمْ اِنَّكَ اَنْتَ الْاَعَزُّ الْاَكْرَمُ صفا اور مروہ کے درمیان سعی کے سات چکر پورے ہو جانے کے بعد شکرانہ کی دو رکعت پڑھ لیں۔ ان کے لئے مقام ابراہیم پر جانے کی ضرورت نہیں۔ یہ عمرہ کا دوسرا کام ہو گیا۔

صفا، مروہ کی سعی کے بعد عمرہ کا تیسرا کام سر کے بال منڈوانا یا کتر وانا ہے۔ بال کتر وانا میں لوگ بہت غلطی کرتے ہیں، اس لئے اس مسئلے کو اچھی طرح سمجھ لینا چاہئے۔ پورے سر کے بالوں میں سے انگلی کے ایک پورے کے برابر کتر وانا افضل ہے۔ لوگ ذرا اسے بال ایک طرف سے کتر والیتے ہیں اور سمجھتے ہیں ہمارا واجب ادا ہو گیا، حالانکہ اس طرح کٹوانے سے نہ تو چوتھائی سر کے بالوں میں سے بال کٹتے اور نہ ہی ایک پورے کے برابر کٹتے ہیں، یاد رکھئے! اس طرح بال کٹوانے سے واجب ادا نہیں ہوتا اور ایسے لوگوں پر دم واجب ہوتا ہے، اس میں احتیاط کیجئے۔

آپ سنت کے مطابق یا تو پورے سر کے بال منڈوالیں، جس کو حلق کہتے ہیں یا اگر بال لمبے ہیں یا پٹے ہیں اور اس میں سے ایک ایک پورے کے برابر بال کٹوائے جا سکتے ہیں تو پھر پورے سر کے بالوں میں سے ایک ایک پورے کے برابر بال کٹوائیں

تاکہ سنت کے مطابق قصر ہو جائے۔

خواتین کے لئے بھی کم از کم سر کے چوتھائی حصے کے بالوں میں سے ایک ایک پورے کے برابر کٹوانا واجب ہے۔ وہ بالوں کی ایک لٹ پکڑ کر اس میں سے ذرا سے بال کاٹ لیتی ہیں اور سمجھتی ہیں کہ ہمارا واجب ادا ہو گیا ہے۔ یاد رکھئے! ایک لٹ میں سے بال کاٹنے کی صورت میں چوتھائی سر کے بالوں میں سے نہیں کٹتے، اس لئے خواتین کے لئے بال کٹوانے کا آسان طریقہ یہ ہے کہ وہ بال کھول کر لٹکائیں، اور تمام بالوں میں سے ایک ایک پورے کے برابر بال کٹوائیں، تاکہ سنت کے مطابق قصر ہو جائے، اور اپنے محرم سے کٹوائیں یا خود کاٹ سکتی ہوں تو خود کاٹ لیں اور کسی نامحرم سے نہ کٹوائیں۔

یہ عمرہ کا تیسرا کام ہو گیا، اور آپ کا عمرہ مکمل ہو گیا، احرام کی جو پابندیاں آپ پر لگی تھیں، وہ بال کٹوانے کے بعد سب ختم ہو گئیں۔ اب آپ غسل کر کے سہلے ہوئے کپڑے پہن لیں، اور خوشبو وغیرہ لگالیں۔ بعض حضرات جب بال کٹوانے کے لئے حجام کی دکان پر جاتے ہیں تو بال کٹوانے سے پہلے اپنے ناخن تراشنا شروع کر دیتے ہیں یا اپنی مونچھیں کترنے لگتے ہیں۔ یاد رکھئے! اگر کسی شخص نے سر کے بال کٹوانے سے پہلے ایک ہاتھ یا پاؤں کی پانچوں انگلیوں کے ناخن کاٹ لئے تو اس پر ایک دم واجب ہو گا۔

اب آپ مکہ مکرمہ میں آٹھ ذی الحجہ تک بغیر احرام کے رہیں گے، اس عرصہ میں نفلی طواف کریں، اس کے لئے احرام نہیں ہو گا، نہ رمل ہو گا اور نہ اس کے بعد صفا، مروہ کی سعی ہو گی، بس حجر اسود کا استقبال اور استلام کرنے کے بعد سات چکر لگائیں ہر چکر میں استلام کریں، ساتواں چکر پورا ہونے کے بعد آٹھویں مرتبہ استلام





کریں، پھر وہی تین ضمنی کام کریں، یعنی ملتزم پر دعا، مقام ابراہیم پر طواف کا دو گانہ، اور زم زم پی کر دعا کرنا۔

8 ذی الحجہ کو بعد نماز فجر یہ ارادہ کیجئے کہ ”اب میں حج کا احرام باندھ رہا ہوں۔“ ”نیت“ دل کے ارادے کا نام ہے، البتہ زبان سے نیت کے الفاظ ادا کرنا بھی مستحب ہے: اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اُرِیدُ الْحَجَّ فَيَسِّرْ لِّیْ وَتَقَبَّلْهُ مِنِّیْ اے اللہ! میں حج کا ارادہ کرتا ہوں، آپ اسکو میرے لئے آسان فرما دیجئے اور میری طرف سے قبول کر لیجئے۔ نیت کرنے کے بعد آپ تلبیہ پڑھیں: لَبَّيْكَ اَللّٰهُمَّ لَبَّيْكَ لَا شَرِيْكَ لَكَ لَبَّيْكَ اِنَّ الْحَمْدَ وَالنِّعْمَةَ لَكَ وَالْهُلُكَ لَا شَرِيْكَ لَكَ۔

احرام باندھتے وقت ایک مرتبہ تلبیہ پڑھنا ضروری ہے اور تین مرتبہ تلبیہ پڑھنا سنت اور افضل ہے، مرد اونچی آواز سے پڑھیں اور خواتین آہستہ آواز سے پڑھیں، تلبیہ پڑھنے کے بعد درود شریف پڑھیں اور یہ دعا پڑھیں: اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْأَلُكَ رِضًاكَ وَالْجَنَّةَ وَاعُوْذُبِكَ مِنْ غَضَبِكَ وَالنَّارِ۔

آپ کے حج کا احرام شروع ہو گیا اور آپ پر وہی پابندیاں لگ گئیں جو عمرہ کا احرام باندھتے وقت لگی تھیں۔ ہو سکے تو مسجد حرام میں جا کر احرام باندھنا افضل صورت ہے لیکن اگر آپ وہاں نہ جاسکیں تو اپنی قیام گاہ پر احرام باندھ لیں، نفلی طواف کا موقع مل جائے تو طواف کر کے قیام گاہ پر آجائیں، اور نفلیں پڑھ کر احرام کی چادریں باندھ کر نیت کریں۔ اگر خواتین معذوری کی حالت میں ہوں تب بھی ان کے لئے 8 ذی الحجہ کو حج کا احرام باندھنا ضروری ہے، البتہ ایسی خواتین نہ تو مسجد حرام میں جائیں اور نہ ہی نفلیں پڑھیں، بلکہ اپنی قیام گاہ پر قبلہ رخ بیٹھ کر حج کے احرام کی نیت کر کے تلبیہ پڑھ لیں۔ احرام باندھنے سے پہلے ان کے لئے غسل کرنا بہتر ہے، یہ غسل

طہارت کے لئے نہیں بلکہ نظافت اور صفائی کے لئے ہے۔

8 ذی الحجہ منیٰ میں آج پانچ نمازیں ادا کرنا سنت ہے، یعنی آٹھ ذی الحجہ کی ظہر، عصر، مغرب، عشاء اور نویں تاریخ کی فجر، بعض اوقات 8 تاریخ کی بجائے 7 تاریخ کو ہی منیٰ لے جاتے ہیں ایسی صورت میں 7 تاریخ کو ہی منیٰ روانہ ہونے سے پہلے احرام باندھ لیں۔ نویں تاریخ کو فجر کی نماز کے بعد سورج چڑھے منیٰ سے ”عرفات“ کے لئے روانہ ہوں گے ”عرفات“ پہنچتے پہنچتے دوپہر ہو جائے گی۔ ”وقوف عرفات“ جو کہ فرض ہے اس کا وقت زوال کے بعد شروع ہوتا ہے۔ یاد رکھئے! نویں تاریخ کو عرفات کے میدان میں حاضری حج کا سب سے بڑا رکن ہے، میدان عرفات میں حاضرنہ ہوا تو اس کا حج نہیں ہو گا۔ اگر آسانی سے ممکن ہو تو وقوف عرفہ کی نیت سے آپ غسل کر لیں، غسل کرنا سنت ہے۔ اس میں بہت زیادہ وقت صرف نہ کریں۔

”میدان عرفات“ میں جو ”مسجد نمبرہ“ ہے اس کے امام صاحب آج نویں تاریخ کو ظہر اور عصر کی نمازیں ظہر ہی کے وقت میں ایک ساتھ پڑھائیں گے، جو حجاج کرام مسجد نمبرہ میں امام صاحب کے پیچھے نماز پڑھیں، ان کو یہ دونوں نمازیں اکٹھی ملا کر پڑھنی ہیں۔ لیکن اگر کوئی شخص مسجد نمبرہ کے امام صاحب کے پیچھے نماز نہیں پڑھتا بلکہ وہ اپنی نماز اپنے خیمے میں اکیلا یا علیحدہ جماعت کے ساتھ پڑھتا ہے تو اس صورت میں وہ دونوں نمازیں اکٹھی ملا کر نہیں پڑھے گا۔ بلکہ ظہر کو ظہر کے وقت میں اور عصر کو عصر کے وقت میں پڑھنا چاہئے۔

تیسری بات یہ ہے کہ ”وقوف عرفہ“ جو فرض ہے، اس کا وقت نویں تاریخ کو زوال کے بعد شروع ہوتا ہے، توبہ استغفار کریں، اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا کریں، دعائیں مانگیں، درود شریف اور تلبیہ پڑھیں، اور یہ عمل مسلسل جاری رہنا چاہئے۔ عصر کا



وقت ہونے پر عصر کی نماز باجماعت پڑھیں، اور پھر کھڑے ہو جائیں عصر اور مغرب کے درمیان کا وقت ”عرفات“ کے میدان کا انتہائی قیمتی وقت ہے، اس وقت اللہ تعالیٰ کی رحمتیں موسلا دھار بارش کی طرح برستی ہیں، الحاح و زاری کے ساتھ اللہ تعالیٰ سے مانگیں، اگر زیادہ دیر کھڑے نہ ہو سکیں تو جتنی دیر کھڑا ہونا ممکن ہو، کھڑے ہو کر اور پھر بیٹھ کر دعائیں کریں، یہ عمل مسلسل مغرب تک جاری رہنا چاہئے۔

چوتھی بات یہ ہے کہ عرفات کے میدان میں غروب آفتاب تک ٹھہرنا ضروری ہے، کوئی شخص بھی عرفات کے میدان سے سورج غروب ہونے سے پہلے باہر نہ نکلے۔ حضور اقدس ﷺ نے فرمایا کہ اگر کسی شخص کا اونٹ بھی گم ہو جائے تو وہ اس کی تلاش کے لئے بھی غروب آفتاب سے پہلے میدان عرفات سے باہر نہ جائے، اور اگر کوئی شخص باہر نکل گیا ہے، اور غروب آفتاب سے پہلے اندر واپس نہیں آیا تو اس پر ایک دم (یعنی ایک جانور ذبح کرنا) واجب ہو گا۔

پانچویں بات یہ ہے کہ اگرچہ عرفات کے میدان میں سورج غروب ہو گیا اور مغرب کا وقت ہو گیا، لیکن آپ آج مغرب کی نماز عرفات میں نہیں پڑھیں گے اللہ کا حکم یہ ہے کہ آج مغرب کی نماز مزدلفہ پہنچ کر عشاء کے وقت میں عشاء کی نماز کے ساتھ ملا کر پڑھیں۔

چھٹی بات یہ ہے کہ عرفات کی حدود میں وقوف کرنا فرض ہے، بعض حجاج جو انفرادی طور پر حج کرتے ہیں، اسی طرح بعض معلم اپنی کسی ضرورت، مجبوری یا نادانی کی وجہ سے بعض حاجیوں کے خیمے حدود عرفات سے باہر لگا دیتے ہیں، حالانکہ عرفات کی حدود کے اندر وقوف کرنا فرض ہے۔ اگر کوئی حاجی بالکل بھی عرفات کے میدان کے اندر نہیں آیا تو اس کا حج نہیں ہوا۔



غروب آفتاب کے بعد نماز مغرب پڑھے بغیر عرفات سے مزدلفہ کے لئے روانہ ہوں گے، وہاں پر پہنچ کر پہلا کام آپ کو یہ کرنا ہے کہ اگر عشاء کا وقت ہو گیا ہو تو مغرب اور عشاء کی دونوں نمازیں ملا کر پڑھیں، چاہے تنہا نماز ادا کریں یا جماعت سے پڑھیں، یہاں بہر صورت ملا کر پڑھنا واجب ہے۔

پہلے اذان دیں، پھر تکبیر کہیں اور پہلے مغرب کے فرض جماعت سے پڑھیں، پھر عشاء کے فرض جماعت سے پڑھیں پھر مغرب کی سنتیں پڑھیں اس کے بعد عشاء کی سنتیں پڑھیں اور پھر وتر پڑھیں، صرف ایک اذان دیں اور ایک تکبیر کہیں۔ نماز پڑھنے کے بعد اپنی ضروریات سے فارغ ہو کر کچھ دیر آرام کریں، پھر آخری شب میں بیدار ہو جائیں، آج کی رات سونے کی رات نہیں ہے، بلکہ اللہ تعالیٰ سے مانگنے اور رونے کے رات ہے۔ جب صبح صادق ہو جائے اور یہ یقین ہو جائے کہ صبح صادق ہو چکی ہے تو اوّل وقت میں فجر کی اذان دیں اور جماعت سے فجر کی نماز ادا کریں۔ فجر کی نماز کے بعد بیت اللہ کی طرف منہ کر کے کھڑے ہو جائیں اور ہاتھ اٹھا کر اللہ تعالیٰ کے سامنے توبہ استغفار کریں اور دعا مانگیں، درود شریف اور تلبیہ پڑھیں۔ یہ وقوف مزدلفہ کہلاتا ہے جو واجب ہے، اور اس کا وقت صبح صادق سے شروع ہو کر طلوع آفتاب تک رہتا ہے۔

مزدلفہ میں ایک کام مستحب ہے وہ یہ کہ مزدلفہ سے ستر کنکریاں چن لیں، کنکریاں چنے کے دانے کے برابر کھجور کی گٹھلی جیسی ہوں، زیادہ بڑی نہ ہوں۔ آج ذی الحجہ کی دسویں تاریخ ہے مزدلفہ میں فجر کے بعد سے لیکر طلوع آفتاب تک وقوف کے بعد منیٰ میں روانہ ہو جائیں۔

دسویں تاریخ کو منیٰ میں سب سے پہلا کام یہ ہے کہ صرف بڑے شیطان کو



کنکریاں ماری جاتی ہیں۔ کنکریاں مارنے سے پہلے تلبیہ پڑھنا بند کر دیں۔ ایک ایک کر کے کنکری ماریں کنکری داہنے ہاتھ کے انگوٹھے اور شہادت کی انگلی سے پکڑیں اور تکبیر پڑھ کر ماریں تکبیر یہ ہے: بِسْمِ اللّٰهِ اَللّٰهُ اَكْبَرُ وَلِلّٰهِ الْحَمْدُ رَحْمَةُ اللّٰهِ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ اَكْبَرُ وَلِلّٰهِ الْحَمْدُ کہہ کر کنکری ماریں۔

کنکریاں خود جا کر مارنا واجب ہے، خواہ مرد ہو یا عورت، کسی دوسرے شخص سے کنکریاں لگوائیں تو اس کی کنکری ادا نہیں ہوگی، اس کے ذمے واجب باقی رہے گا اور ایک دم دینا پڑے گا۔ اگر کمزور مردوں اور خواتین کو دن میں کنکریاں مارنا دشوار ہوں تو وہ رات کو مغرب یا عشاء کے بعد جا کر کنکریاں مار لیں یا درمیان شب میں کنکریاں مار لیں، صبح صادق ہونے سے پہلے پہلے کنکریاں مار سکتے ہیں۔

البتہ اگر کوئی مرد یا عورت ایسا بیمار یا کمزور ہو کہ وہ کھڑے ہو کر نماز بھی نہ پڑھ سکے، یا کوئی شخص اپانچ، ہاتھ پاؤں سے معذور ہو، یا اندھا نابینا ہو، تو اس کی طرف سے دوسرا آدمی کنکری مار سکتا ہے۔ دسویں تاریخ کا دوسرا کام قربانی کرنا ہے، یہ حج کی قربانی اور دم شکر کہلاتی ہے آپ اسی نیت سے یہ قربانی کریں۔

دسویں تاریخ کا تیسرا کام سر کے بال منڈوانا یا کٹانا ہے۔ جیسا کہ پہلے عرض کیا ہے کہ مردوں کے لئے افضل یہ ہے کہ وہ سر کے بال منڈوا دیں حضور اقدس ﷺ نے منڈوانے والوں کے لئے کئی بار دعا فرمائی ہے لیکن اگر کسی کے بال لمبے اور پٹے ہیں تو ان میں سے ایک ایک پورے کے برابر بال کٹوائے جاسکتے ہیں۔

بہر حال! سر کے بال منڈوانے یا کٹوانے کے بعد آپ پر سے وہ تمام پابندیاں ختم ہو گئیں جو احرام باندھتے وقت آپ پر لگی تھیں، صرف ایک پابندی ابھی باقی ہے، وہ یہ کہ اگر بیوی ساتھ ہے تو اس سے کوئی شہوت کی بات اور حق زوجیت ادا نہیں کر



سکتے جب تک ”طواف زیارت“ نہ کر لیں۔ بال کٹوانے کے بعد آپ غسل کر لیں، سہلے ہوئے کپڑے پہن لیں، خوشبو لگا لیں، اور طواف زیارت کے لئے مکہ مکرمہ آجائیں۔ دسویں تاریخ کو یہ تینوں کام ترتیب سے کرنے واجب ہیں: (1) بڑے شیطان کو کنکریاں مارنا (2) قربانی کرنا (3) سر کے بال منڈانا۔

اگر اس ترتیب کو کسی شخص نے بدل کر آگے پیچھے کر دیا تو دم واجب ہو گا، اس لئے ضروری ہے کہ پہلے قربانی کی جائے پھر سر منڈوایا جائے ورنہ دم واجب ہو گا۔ دسویں تاریخ کا چوتھا کام ”طواف زیارت“ کرنا ہے یہ ”طواف زیارت“ حج کا دوسرا بڑا رکن ہے، طواف زیارت کرنے کے لئے آپ اسی طرح طواف کریں جس کا بیان ”عمرے کے طواف کے بیان میں“ گزر چکا ہے۔ واضح رہے کہ طواف زیارت ادا کرنے کا وقت دس ذی الحجہ کے طلوع آفتاب سے شروع ہوتا ہے اور 12 ذی الحجہ کے غروب سے پہلے تک کر سکتے ہیں۔ لہذا جیسے سہولت ہو ویسے کیا جائے۔ لیکن تجربہ یہی ہے کہ 10 یا 11 ذی الحجہ کے اندر کر لیں، 12 کا رسک نہ لیں تو بہتر ہے۔ طواف زیارت کے بعد آپ کوچ کی سعی کرنی ہے۔ اس کے اعمال بھی ویسے ہی ہیں جیسے آپ نے عمرے کے بیان میں پڑھا ہے۔

طواف زیارت اور حج کی سعی کرنے کے بعد آپ واپس منیٰ آجائیں بلا ضرورت مکہ مکرمہ نہ ٹھہریں، البتہ اگر نماز کا وقت قریب ہو تو حرم شریف میں نماز پڑھنے کے بعد منیٰ روانہ ہو جائیں، منیٰ کی یہ راتیں ذکر، اور اللہ تعالیٰ سے مانگنے کی راتیں ہیں، توبہ اور استغفار کی راتیں ہیں، اس لئے ان راتوں کو غفلت میں نہ گزاریں۔

گیارہویں ذی الحجہ کو آپ کو صرف ایک کام کرنا ہے وہ یہ کہ آج تینوں شیطانوں کو کنکریاں مارنی ہیں، البتہ کنکریاں مارنے کا وقت آج زوال کے بعد شروع ہو



گا، لہذا اگر کسی شخص نے آج زوال سے پہلے کنکریاں مار لیں تو وہ کنکریاں ادا نہیں ہوں گی۔ پہلے چھوٹے شیطان کے سامنے آکر پانچ چھ ہاتھ کے فاصلے پر کھڑے ہو جائیں اور کنکری کو انگوٹھے اور شہادت کی انگلی کے درمیان پکڑیں اور کنکری مارتے وقت تکبیر کہیں: بِسْمِ اللّٰهِ اَللّٰهُ اَكْبَرُ وَلِلّٰهِ الْحَمْدُ رَحْمَةً لِّلشَّيْطَانِ وَرِضًى لِّلرَّحْمٰنِ اور ایک ایک کر کے ستون (جو آج کل دیوار نما شکل میں ہے) کی جڑ میں کنکریاں ماریں کنکریاں اس حوض کے اندر گرنی چاہئیں، اگر کوئی کنکری اس حوض کے باہر گر گئی تو وہ کنکری ادا نہیں ہوئی، اس کی جگہ دوسری کنکری ماریں۔ سات کنکریاں مارنے کے بعد ستون سے ذرا دور ایک طرف کھڑے ہو جائیں اور بیت اللہ شریف کی طرف منہ کر کے ہاتھ اٹھا کر دعا کریں۔ دعا کرنے کے بعد درمیانے شیطان کی طرف چلیں، وہاں پہنچ کر اس کو بھی اس طرح تکبیر کہتے ہوئے سات کنکریاں ایک ایک کر کے ماریں، کنکریاں مارنے کے بعد ایک طرف ہٹ کر بیت اللہ کی طرف منہ کر کے دعا کریں، دعا کرنے کے بعد بڑے شیطان کی طرف آئیں اور اس کو بھی اس طرح تکبیر کہتے ہوئے سات کنکریاں ماریں، لیکن بڑے شیطان کو کنکریاں مارنے کے بعد دعا نہیں کرنی ہے بلکہ کنکریاں مارنے کے بعد نکلتے چلے جائیں۔ تینوں شیطانوں کو ترتیب وار کنکریاں مارنا سنت ہے، پہلے چھوٹے کو، پھر درمیانے کو، پھر بڑے کو، اور بعض اس ترتیب کو واجب کہتے ہیں۔ رات کو منیٰ ہی میں قیام کریں، باجماعت نماز کا اہتمام کریں، تلاوت کریں ذکر کریں، توبہ و استغفار کریں، دعائیں مانگیں، اگلے دن بارہویں تاریخ ہے۔

بارہویں تاریخ کو تینوں شیطانوں کو ذوال کے بعد کنکریاں مارنے کے بعد آپ کو اختیار ہے کہ چاہیں تو غروب آفتاب سے پہلے منیٰ سے نکل کر مکہ مکرمہ میں اپنی قیام گاہ پر آجائیں، جیسا کہ آجکل یہی معمول ہے کہ بارہویں تاریخ کی شام کو منیٰ سے



لوگ مکہ مکرمہ آ جاتے ہیں۔ لیکن اگر کوئی شخص بارہویں تاریخ کو کنکریاں مارنے کے بعد منیٰ ہی میں ٹھہر رہا اور صبح صادق اسے وہیں ہو گئی تو تیرہویں تاریخ کو کنکریاں مارنا بھی اس پر واجب ہے۔ جس کیلئے زوال کی شرط نہیں بلکہ طلوع آفتاب کے بعد بھی ماری جاسکتی ہیں۔

مکہ مکرمہ واپس آنے کے بعد ادب و احترام کے ساتھ مکہ میں قیام کریں، مسجد حرام میں جماعت کی نماز کا اہتمام کریں، اور پابندی سے قرآن کریم کی تلاوت کریں، زیادہ سے زیادہ نفلی طواف کریں، نفلی عمرے بھی کریں۔ نفلی عمرے کے لئے آپ کو حدود حرم سے باہر جا کر عمرہ کا احرام باندھنا ہوگا، اس کے لئے دو جگہیں مشہور ہیں، ایک مقام جعرانہ ہے جو مکہ مکرمہ سے تقریباً 9 میل کے فاصلے پر ہے وہاں جا کر عمرہ کے احرام کی نیت کر لیں، یا دوسری جگہ مقام تنعیم ہے جو مسجد عائشہ کے نام سے مشہور ہے۔ یاد رکھئے! عمروں کی کثرت کے مقابلے میں طواف کی کثرت زیادہ افضل ہے۔ جس دن آپ کو مکہ مکرمہ سے رخصت ہونا ہو، اس دن آپ ایک آخری طواف کر لیں۔ جو حضرات پہلے مدینہ طیبہ نہیں گئے وہ مدینہ طیبہ جائیں گے اور جو حضرات پہلے مدینہ طیبہ جا چکے ہیں وہ اپنے وطن کے لئے روانہ ہوں گے۔

بہر حال! جس دن آپ کو مکہ مکرمہ چھوڑنا ہے، اس دن آپ آخری طواف کر لیں، اور یہ آخری طواف ”طواف وداع“ کہلاتا ہے اس کو طواف رخصتی بھی کہتے ہیں، نہ اس میں اضطباع ہوگا، نہ اس طواف میں رمل ہوگا، اور نہ ہی اس طواف کے بعد صفا مروہ کی سعی ہوگی۔ بیت اللہ کے ساتھ چکر لگائیں اور ہر چکر میں استلام کریں، سات چکر لگانے کے بعد آٹھواں استلام کریں اور اس کے بعد تین ضمنی کام کریں، یعنی ملتزم پر دعا کریں آج موقع ملے تو ملتزم سے چٹ کر الحاح و زاری سے دعا کریں، دو





رکعت ”دو گانہ طواف“ مقام ابراہیم پر پڑھیں اور اس کے بعد زمزم کا پانی پی کر دعا کریں اور بیت اللہ پر آخری نظر ڈالتے ہوئے دل میں پھر حاضری کی تمنا و آرزو لئے یہ دعا کر کے کہ اے اللہ یہ حاضری میری آخری حاضری نہ ہو، آپ کا حج مکمل ہو گیا۔

باہر سے جانے والوں کے لئے یہ طواف وداع واجب ہے، لیکن اگر کسی خاتون کے معذوری کے ایام شروع ہو جائیں تو طواف وداع اس خاتون سے معاف ہو جاتا ہے۔ اسی طرح اگر کوئی شخص بیمار ہو گیا اور طواف وداع کی طاقت نہیں ہے تو اس سے بھی یہ طواف ساقط ہو جاتا ہے۔

لیکن دسویں تاریخ کا جو طواف زیارت ہے، وہ کسی شخص سے کسی حالت میں معاف نہیں ہوتا۔ اگر کسی خاتون کو معذوری کے ایام شروع ہو جائیں اور اس نے اب تک ”طواف زیارت“ نہ کیا ہو تو طواف زیارت کے لئے وہاں اس کو ٹھہرنا ضروری ہے، جب فارغ ہو جائے تو غسل کر کے پاک صاف کپڑے پہن کر ”طواف زیارت“ کرے پھر صفا مروہ کی سعی کرے، اس کے بعد واپس آئے۔ اگر کوئی مرد یا عورت ”طواف زیارت“ کیے بغیر وطن واپس آگیا تو جب تک وہ واپس جا کر ”طواف زیارت“ نہیں کر لے گا اس وقت تک شوہر بیوی کے لئے اور بیوی شوہر کے لئے حرام رہیں گے۔ اس لئے ”طواف زیارت“ کو کسی حال میں بھی چھوڑنے کی اجازت نہیں۔ اگر واپسی کی تاریخ آجائے تو درخواست کر کے اپنی تاریخ آگے بڑھالیں اور اپنا عذر بیان کر دیں، لیکن طواف زیارت کئے بغیر ہر گز واپس نہ آئیں۔

بہر حال! ”طواف وداع“ کرنے کے بعد مکہ سے روانہ ہو جائیں جو حضرات مدینہ طیبہ نہیں گئے وہ مدینہ طیبہ جائیں گے اور جو حضرات مدینہ طیبہ پہلے جا چکے ہیں وہ اپنے وطن آئیں گے۔ حج آپ کا مکمل ہو گیا۔ اللہ تعالیٰ قبول فرمائے۔ آمین

## امیر عثمان سے طیب اردگان تک

مولانا محمد الیاس گھمن

ترکی کی تاریخ میں اسلام کو اساسی حیثیت حاصل ہے۔ اس ملک میں اسلام کو پھیلانے اور بچانے کی کئی تحریکیں اٹھیں۔ سلجوقی سلطنت کا آخری سلجوقی حکمران علاؤ الدین جب قتل ہوا تو اس کے بعد سلطنت سلجوقی بکھر گئی۔ اس موقع پر امیر عثمان خان اپنے علاقے کا حکمران بنا۔ اس کے بعد حکمرانی کا سلسلہ اس کی اولاد میں جاری رہا اسی نسبت سے اس خاندان کو ”عثمانی“ یا ”آل عثمان“ کہا جاتا ہے۔ خلافت عثمانیہ امیر عثمان خان کی نسبت سے ”عثمانیہ“ کہلاتی ہے۔

656ھ بمطابق 1258ء جب تاتاریوں نے مرکز بغداد کو تباہ و برباد کیا اور خلافت عباسیہ کا سورج غروب ہوا تو اسی سال سلطان علاؤ الدین کے نائب ارطغرل کے گھر امیر عثمان خان پیدا ہوئے۔ امیر عثمان خان جنگی اور خانقاہی ماحول کا حسین امتزاج تھا اس لیے امیر عثمان کے مزاج میں دونوں صفات بدرجہ اتم موجود تھیں۔ عوام کے لیے مشفق، رحمدل اور حسن اخلاق کا پیکر تھا جبکہ دشمن کے مقابلے میں نڈر بہادر اور بے باک سپہ سالار تھا۔ اس کے حسن اخلاق سے متاثر ہو کر نصرانی لوگ حلقہ اسلام میں بکثرت داخل ہوئے تاریخ بتاتی ہے امیر عثمان خان ہر لڑائی سے پہلے غیر مسلم حکمرانوں کو تین صورتیں پیش کرتا۔ اول قبول اسلام، دوم جزیہ ورنہ پھر قتال کے لیے سامنے آؤ۔

پہلی بار اس نے قسطنطنیہ کی شاہی فوج کا مقابلہ کیا۔ تاتاریوں اور عیسائیوں دونوں کو شکست فاش سے دوچار کیا۔ برسہ عیسائی سلطنت کا بہت اہم اور مرکزی شہر



کہلاتا تھا امیر عثمان نے 717ھ میں اس کا محاصرہ کیا اور یہ محاصرہ دس سال تک قائم رکھا یہاں تک کہ محصورین نے ہتھیار ڈال دیے۔ بڑسہ محاذ پر ترک فوج کی قیادت امیر عثمان کا بیٹا کر رہا تھا۔ فتح کے بعد جب بیٹے نے امیر عثمان کو خوشخبری سنائی تو امیر عثمان نے بیٹے کو داد دیتے ہوئے گلے لگایا اور وصیت کے ان کلمات کے ساتھ اپنا جانشین نامزد کیا: ”اے میرے بیٹے! میں تجھے وصیت کرتا ہوں کہ ظاہر و باطن میں اللہ کا خوف رکھا عدل و انصاف کو اپنا شیوہ بنانا، عدل ایسی قوت ہے جس سے سلطنت کی بنیاد مضبوط رہتی ہے رعایا پر رحم کرنا کیونکہ رحم ہمارے رب کی صفت غالبہ ہے، حقوق کے معاملے میں قوی و ضعیف دونوں کو ایک جیسا سمجھنا، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی شریعت نافذ کرنا اور خود بھی کتاب و سنت کے مطابق عمل کرنا۔“

امیر عثمان خان کا انتقال 21 رمضان المبارک 727ھ بمطابق 10 اگست 1327ء کو ہوا بیٹے نے وصیت کے مطابق بڑسہ میں دفن کیا۔

یہ خلافت مختلف امراء، سلاطین اور خلفاء کے ہاتھوں میں رہی۔ اس خلافت کو ختم کرنے کے لیے کئی سازشیں تیار کی گئیں۔ کافی عرصے سے بیت اللہ شریف میں حدیث پاک کی کلاسیں اور چاروں مسالک (حنفی، مالکی، شافعی اور حنبلی) کے مصلیٰ امامت چلے آ رہے تھے۔ چار مصلوں سے مراد یہ نہیں کہ بیک وقت چار امام علیحدہ علیحدہ امامت کراتے ہوں بلکہ اس کی صورت یہ تھی کہ دو نمازیں حنفی امام پڑھتا تھا جبکہ باقی تین نمازیں تین مسلکوں کے ائمہ میں تقسیم تھیں۔ یہ اس بات کی طرف اشارہ تھا کہ ان چاروں میں سے جس رخ پر بھی نماز پڑھی جائے وہ بیت اللہ کا رخ ہی شمار ہو گا اسی طرح چاروں فقہوں میں سے جس امام کی تقلید کی جائے وہ صحابہ کرام کے ذریعے سے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ہی کی اتباع ہوگی۔ گویا ان چاروں مسالک کو سبیل

المومنین کی قرآنی اصطلاح کا عملاً مصداق قرار دیا گیا۔

1143ھ بمطابق 1730ء میں سولہواں عثمانی خلیفہ سلطان محمود خان اول جو علمی و جنگی صلاحیتوں پر یکساں مکمل مہارت رکھتا تھا۔ اس کو نادر شاہ نے کہا کہ یہاں بیت اللہ شریف میں جعفری مذہب کو بھی جگہ دی جائے اور ان کے لیے پانچویں مصلیٰ امامت کا انتظام کیا جائے۔ سلطان محمود نے اس مطالبہ کو غیر معقول قرار دے کر تسلیم کرنے سے انکار کر دیا۔

سلطنت عثمانیہ کو ختم کرنے کی گہری سازشیں ابھرنا شروع ہوئیں، سازشی عناصر نے جب دیکھا کہ میدان کارزار میں ان کے حربے سلطنت عثمانیہ کا کچھ نہیں بگاڑ سکتے تو انہوں نے آخر کار وہی حربہ استعمال کیا جو ہر قوم کے زوال کا بنیادی سبب بنتا ہے یعنی معاشرے میں اسلامی نظریات کے مقابلے میں مغربی افکار کو مزین کر کے پھیلا دیا، یہودی و صلیبی، یورپی دہریت، عیار نصرانیت، دین بیزار اور آزاد تہجد پسندی کے تہذیبی و معاشرتی اور سیاسی اثرات بالخصوص انجمن اتحاد و ترقی کی سازشوں اور مصطفیٰ کمال کی غدار یوں نے ترک قوم کے قلوب و اذہان کو جکڑ لیا۔ نتیجہ خلافت عثمانیہ اپنی بنیادوں سے سرکٹی ہوئی ہاتھوں سے نکلنا شروع ہو گئی۔

1911ء میں اٹلی نے طرابلس پر حملہ کیا اس موقع پر ترکی تنہا جبکہ اٹلی کی پشت پر پورا عالم کفر کھڑا تھا۔

اس کے بعد اکتوبر 1912ء میں بلقان کی جنگ میں یونانیوں نے جو سنگدلانہ مظاہرہ کرتے ہوئے ترک مسلمانوں کو زندہ جلایا بستیاں اجاڑیں، قتل عام کیا ان کے ”سیاہ کارناموں“ سے تاریخ کے صفحات آج تک ”سیاہ“ ہیں۔

برصغیر پاک و ہند کے مسلمان اس وحشیانہ ظلم و بربریت اور تشدد و جارحیت



پر تملنا اٹھے۔ ترکوں سے دینی محبت اور انسانی ہمدردی کے پیش نظر علماء میدان عمل میں کودے۔ شیخ الہند مولانا محمود حسن رحمہ اللہ نے ترک حمایت میں فتوے شائع کرائے، دارالعلوم دیوبند کو بند کرنا طلبہ کے وفود چندہ مہم میں لگائے، خود بھی اس مہم میں سرگرمی سے شریک رہے ایک اچھی خاصی مقدار چندے کی ترکی بھیجی اس کے علاوہ باقی علماء مدرسہ دیوبند خصوصاً مولانا حسین احمد مدنی رحمہ اللہ آپ کے ہمرکاب رہے اس کے علاوہ ڈاکٹر مختار احمد انصاری 35 افراد پر مشتمل ڈاکٹروں کا ایک وفد ترک مجاہدین کی طبی امداد کے لیے 8 ماہ تک ترک میں رہا مولانا محمد علی جوہر وغیرہ اس وفد کو خوب چندہ دیا۔ شیخ الہند نے بصیرت افروز پالیسی مرتب فرمائی۔

1915ء میں حجاز تشریف لے گئے، وہاں ترکی گورنر غالب پاشا، ترکی وزیر دفاع انور پاشا اور کمانڈر جمال پاشا سے ملاقات کی اور باہمی مشاورت سے حکمت عملی تیار کی۔ لیکن یہ راز کھل گیا، شیخ الہند اپنے رفقاء کار سمیت گرفتار ہو گئے۔

15 اگست 1918ء کو جنگ عظیم اول ختم ہوئی۔ انگریزوں اور اتحادیوں نے ترکوں سے خوب انتقام لیا، مصطفیٰ کمال کی قیادت میں دین بیزاروں کی قوت مستحکم ہونا شروع ہو گئی۔

نومبر 1918ء میں اتحادی فوجوں نے قسطنطنیہ کے تمام حکومتی و انتظامی امور اپنے ہاتھ میں لینا شروع کر دیے۔

جون 1919ء کو پیرس میں دس ملکوں کے نمائندوں کی کانفرنس ہوئی جس میں ترکی کے خاتمے پر سب کا اتفاق ہو گیا۔

مارچ 1920ء میں ترکی کے تمام حکومتی و انتظامی شعبے اتحادیوں کے ہاتھ آ گئے اسی دوران اناطولیہ میں ملی مشاورت منعقد ہوئی جس میں 80 نمائندے شریک

ہوئے اور مصطفیٰ کمال کو حزب وطنی تنظیم کا صدر منتخب کر دیا گیا۔

نومبر 1922ء میں سونر لینڈ میں لوزان کے مقام پر اتحادیوں سے حزب وطنی کے مذاکرات ہوئے جو جون 1923ء تک جاری رہے۔

اکتوبر 1923ء کو اتحادیوں نے قسطنطنیہ کا غاصبانہ قبضہ ختم کر دیا۔ اور ترکی کا پہلا صدر مصطفیٰ کمال اور پہلا وزیر اعظم عصمت انونو کو بنایا گیا۔

بالآخر مارچ 1924ء کو خلافت عثمانیہ کا سورج دین بیزار تحریکوں کی گرہن کا شکار ہو کر رہ گیا۔

1924ء سے 1950ء تک آزمائش کا کڑا دور گزرا، 1950ء کے قومی انتخابات ہوئے جس میں جلال بایار صدر جبکہ عدنان میندریس وزیر اعظم کمال اتاترک کی خلق پارٹی کے مقابلے میں کامیاب ہوئے۔ اس دور حکومت میں ترکی میں پھر سے اسلامی بہاریں چلنا شروع ہوئیں، عربی میں اذان، مدارس اسلامیہ کو عروج، کافی عرصہ بعد ترک مسلمانوں کو حج کی اجازت ملی۔ مگر یہ ترک سیکولر عسکری قوت کو یہ باتیں ہضم نہ ہو سکیں اور آئینی اختیارات اور دین بیزار ذہنی و عملی تعلیم و تربیت کے تقاضوں کے تحت اس حکومت کا تختہ الٹ دیا گیا۔ صدر جلال بایار کو کچھ عرصہ نظر بند رکھا گیا اور وزیر اعظم میندریس پر بدعنوانی کی تہمت لگا کر فرضی عدالتی کارروائی کے بعد پھانسی دے دی گئی۔ کچھ عرصہ پہلے جناب طیب اردگان (جب ترک وزیر اعظم تھے) نے میندریس کو بدعنوانی کے جھوٹے الزام سے بری کر کے مرحوم کا قومی وقار بحال کر دیا ہے۔

1996ء میں ترک وزیر اعظم نجم الدین اربکان کی قیادت میں اسلام پسند سیاسی جماعت قومی سلامتی پارٹی برسر اقتدار آئی، ترکی میں ایک بار پھر اسلامی اساسیات



مضبوط ہونا شروع ہو گئے، مساجد، مدارس، تعلیم گاہوں کو فروغ ملا، عوام میں اسلامی رنگ نظر آنے لگا۔ اسلامی بہار کو خزاں رسیدہ کرنے کے لیے اس بار ترک عدالت نے اربکان کو حکومت چھوڑنے پر مجبور کیا نتیجہ یہ نکلا کہ اسلامی لہر ایک بار پھر بیٹھ گئی۔ سیکولر ارباب اختیار کی آمرانہ، ظالمانہ و جابرانہ اور غیر متوازن پالیسیوں کی وجہ سے ترکی قومی وقار، معاشرتی امن و امان کے ساتھ ساتھ معاشی و اقتصادی لحاظ سے بھی تقریباً دیوالیہ ہو گیا۔ ترک عوام اور ترک فوج کے رجحانات باہم متضاد ہیں۔ ترک عوام اسلامی ذوق جبکہ ترک فوج سیکولر ذہن رکھتی ہے اس موقع پر اہلیان پاکستان کو سجدہ شکر ادا کرنا چاہیے کہ پاک فوج ملک کی جغرافیائی سرحدات کی حفاظت کی طرح بحیثیت مجموعی دین اسلام سے محبت و وابستگی رکھتی ہے۔

اربکان کے بعد ترکی کی ملی و مذہبی خدمات کا بیڑا جناب طیب اردگان نے سنبھالا۔ موصوف اسلام پسند، محب وطن، بیدار مغز، مدبر اور عوام دوست حکمران ہیں عوام کی ملی و مذہبی خدمت کا بے پناہ جذبہ ان کے دل میں موجزن ہے۔ بتدریج انہوں نے عوام میں اپنی مقبولیت کا لوہا منوایا۔ اور یہی غیر معمولی جذبہ ان کی مقبولیت کا بنیادی سبب ٹھہرا۔

طیب اردگان کا نظریہ سیاست بہت واضح ہے وہ قومی و ملکی عزت، بحرانی نجات، اقتصادی ترقی کی بنیاد اسلام کو سمجھتے ہیں۔ اور اس کے لیے مسلسل محنت میں لگے ہوئے ہیں۔

1994ء کو استنبول کے میئر بنے، ان کی بے لوث دیانت دارانہ عوامی خدمات کی وجہ سے عوام کا اعتماد ان پر مسلسل بڑھتا چلا گیا۔ ان دنوں میں عوام پر بوجھ ڈالے بغیر خداداد حکمت عملی سے شہر پر جو 2 ارب ڈالر کا قرضہ تھا وہ بھی اتارا اور

مزید 4 ارب ڈالر شہر کی تعمیر و ترقی کے لیے فراہم کیے۔

1996ء میں استنبول کے ہر گھر میں شفاف اور میٹھا پانی پہنچانے کے لیے سینکڑوں کلو میٹر لمبی پائپ لائنیں بچھوائیں۔ اپنے عوام کو کوڑا کرکٹ اٹھانے کے لیے دنیا کی بڑی ری سائیکلنگ سہولت میسر کی، ماحولیاتی آلودگی ختم کرنے کے لیے گیس سے چلنے والی بس سروس کا آغاز کیا، ٹریفک جام کا مسئلہ حل کرنے کے لیے صرف استنبول میں 50 کے قریب فلائی اوور بنائے، نئی شاہراہوں کا جال بچھایا، اور اپنی محنت، حکمت عملی سے استنبول جیسے بے ہنگم شہر کو دنیا کے خوبصورت ترین شہروں کی صف میں لاکھڑا کیا۔ ان کے دور اقتدار میں ترکی میں معاشرتی جرائم کی شرح بہت کم ہوئی۔ لوٹ کھسوٹ اور رشوت ستانی کرنے والوں کو بلا تفریق کڑی سزائیں دیں۔

2001ء میں طیب اردگان نے جب جسٹس اینڈ ڈویلپمنٹ پارٹی بنائی تو اس کی پالیسی بیان کرتے ہوئے کہا: ہم جمہوری نظام کو تحفظ دیں گے۔۔۔ چونکہ ملک کے شہریوں کی واضح اکثریت 99 فی صد مسلمانوں کی ہے اس لیے جمہوری اصولوں کے مطابق اپنی پالیسیوں میں اکثریت کی مذہبی آزادی کا خیال رکھیں گے۔

2001ء میں ترکی کو اقتصادی حوالے سے تقریباً دیوالیہ قرار دے دیا گیا۔ یہ اردگان کے لیے بہت بڑا چیلنج تھا دیوالیہ پن کے خاتمے اور ملک کے اقتصادی نظام کو مزید بہتر بنانے کے لیے طیب اردگان نے منصوبہ بندی کی۔ 10 سال کی مسلسل محنت نے بالآخر 2011ء میں وہی ترکی معاشی استحکام کے حوالے سے دنیا میں پہلے نمبر پر آگیا۔ افراط زر کی شرح میں کمی لائے، صحت، تعلیم کے مردہ ڈھانچوں میں روح پھونکی۔ بلا سود قرض کی اسکیم جاری کی۔ کم مدت میں ترکی کے معاشی شعبوں میں استحکام آگیا۔





2002ء میں ترکی آئی ایم ایف کا 124 ارب ڈالر مقروض تھا لیکن اب ترکی نہ صرف یہ قرضہ اتار چکا ہے بلکہ طیب اردگان کے اعلان کے مطابق ترکی کی معیشت اتنی مستحکم ہو چکی ہے کہ اب وہ آئی ایم ایف سمیت مختلف اداروں اور ممالک کو قرض دینے کی پوزیشن میں بھی آ گیا ہے۔

اسی طرح 2002ء میں ترکی کے زرمبادلہ کے ذخائر 25 ارب ڈالر تھے جو اب ایک کھرب 35 ارب ڈالر ہو چکے ہیں۔ طیب اردگان جب حکومت میں آئے تھے تو اس وقت ترکی میں 26 بیرونی پورٹ تھے جن کی تعداد اب 50 ہو چکی ہے۔ اسی عرصے میں ترکی کے طول و عرض میں 13 ہزار پانچ سو کلومیٹر طویل ایکسپریس ویز تعمیر کی گئی ہیں۔ ترک شہریوں کو صحت کی سہولیات فراہم کرنے کے لئے گرین کارڈ سسٹم کا اجراء کیا گیا ہے جس کے تحت لاکھوں غریب شہریوں کو سرکاری ہسپتالوں میں مفت طبی خدمات فراہم کی جا رہی ہیں۔

2002ء تک ترکی میں تعلیم پر 7.5 ملین لیر اخراج کیا جاتا تھا جو اب بڑھ کر 36 ملین لیر اسے بھی زائد ہو گیا ہے۔ 2002ء میں ترکی میں صرف 88 جامعات تھیں جن کی تعداد اب 200 کے قریب پہنچ چکی ہے۔ 2002ء میں 222 لیر کے عوض ایک ڈالر ملتا تھا جبکہ آج کل ایک ڈالر کی قیمت 2.75 لیر کے برابر ہے۔

ملک کی خارجہ پالیسی کو بہتر سے بہتر بنانے کے لیے جناب اردگان کی کوشش لائق صدمبارک باد ہیں۔ آرمینا سے تاریخی دشمنی ختم کر کے صلح کی۔ یونان، مصر اور عراق سے تعلقات مضبوط کیے ہیں، عرب ملکوں میں ویزے کی شرط ختم کی، اس وقت ہماری معلومات کے مطابق 76 ملکوں میں ترکی کے لیے ویزے کی ضرورت نہیں۔ ماضی میں ہونے والی کردوں سے زیادتیوں کا ازالہ کیا۔ بین الاقوامی سطح پر ترکی کے

تعلقات بہت خوشگوار ہیں جس کا اندازہ اس سے لگایا جاسکتا ہے کہ حال ہی میں ترکی نے اقوام متحدہ میں ایک قرارداد پیش کی جس پر 197 ملکوں میں 191 ملکوں نے ترکی کی حمایت کی ہے۔

سوئزر لینڈ کے شہر ڈیوس میں ورلڈ اکنامک فورم کے منعقدہ اجلاس اسرائیل کے صدر شمعون پیرز نے جب یہ کہا کہ غزہ میں کئے گئے مسلمانوں کے قتل عام پر ہمیں کوئی شرمندگی نہیں ضرورت پڑی تو آئندہ بھی اس طرح کے اقدام سے گریز نہیں کریں گے۔

اس موقع پر اجلاس میں جناب طیب اردگان نے اپنی ایمانی غیرت و حمیت اور اہل اسلام سے دلی وابستگی کا ثبوت دیتے ہوئے سراپا احتجاج ہوئے اور اجلاس کے منتظمین سے جواب دینے کے لیے وقت مانگا لیکن انہوں نے انکار کر دیا جس پر طیب اردگان اہل اسلام سے اظہار یکجہتی کرتے ہوئے اجلاس سے واک آؤٹ کر کے باہر آ گئے۔

31 مئی 2010ء کو اسرائیل کی وحشیانہ درندگی کا شکار غزہ کے محصور اور مظلوم مسلمانوں کے لیے غازی بلند یلدرم کی قیادت میں امدادی بحرے بیڑے فریڈم فلوٹیا پر اسرائیل نے حملہ کر دیا۔ 9 ترکی رضاکار شہید ہوئے اور 20 کے قریب شدید زخمی ہوئے۔

جس پر طیب اردگان نے اسرائیل سے اپنے سفیر واپس بلا لیے اور اپنے ملک سے اسرائیلی سفیر کو نکل جانے کا حکم دیا ترکی بحریہ کو مزید چوکس کر کے بحرہ روم میں فوجی گشت بڑھا دیا، اسرائیل سے فوجی تعاون کے معاہدے کے خاتمے کا اعلان کیا، ترک اور اسرائیل مشترکہ فوجی مشقیں منسوخ کر دیں اور اسرائیلی طیاروں کو ترکی

فضائی حدود استعمال کرنے سے سختی سے روک دیا۔

2011ء کے انتخابات میں ترکی کے موجودہ صدر جناب طیب اردگان کی جماعت جسٹس اینڈ ڈویلپمنٹ پارٹی نے پارلیمنٹ میں 550 میں 341 نشستیں لے کر فیصلہ کن اور واضح اکثریت سے کامیابی حاصل کی۔

یہ انتخابی کامیابی و برتری سیکولر ازم اور کمال اتاترک کے افکار و نظریات کے زوال کی آئینہ دار اور اسلامی عہد کی نوید ثابت ہوئی۔ طیب اردگان کی عوام کے دلوں میں محبت کا اندازہ اس سے لگایا جاسکتا ہے کہ ملک کے سوا پانچ کروڑ عوام نے انہیں وزیر اعظم ہاؤس سے ایوان صدر تک پہنچا دیا ہے۔ صدر جمہوریہ ترکی جناب طیب اردگان نے ترکی کو عالم اسلام میں نمونہ کے طور پر پیش کیا ہے۔

اسلامی ممالک کے سربراہان کے لیے طیب اردگان کی ملی قومی مذہبی و سیاسی و سماجی خدمات لائق تقلید ہیں۔ چونکہ طیب اردگان سیاسی سطح پر عالم اسلام کے ترجمان کی حیثیت اختیار کر چکے ہیں اس لیے عالم کفران کو ناکام کرنے کے تانے بانے بن رہا ہے۔ حال ہی میں ان کے خلاف ناکام فوجی بغاوت کا قضیہ پیش آیا۔ میں اس موقع پر ترکی عوام اور طیب اردگان کو خراج تحسین پیش کرتا ہوں جن کی قربانیوں سے ترکی ٹکڑے ٹکڑے ہونے سے محفوظ رہا۔

حکومتوں کو گرانا یا ان کے خلاف کسی کیمونٹی، ادارے کو بغاوت پر اکسانا آناً فاناً نہیں ہوتا بلکہ اس پر کافی عرصہ درکار ہوتا ہے۔ ترکی کی جمہوریت پر شب خون مارنے کے لیے جہاں اور کئی وجوہات سامنے آرہی ہیں وہاں پر ایک بڑی وجہ فتح اللہ گولن کی سازشی مہم ہے۔ گولن کے بارے میں ترکی کے سابق وزیر اعظم نجم الدین اربکان گولن کے پھیلائے گئے تعلیمی سکولوں میں بچوں کو پڑھانے سے منع کرتے رہے



کہ اگر ان سکولوں میں بچوں کو پڑھائو گے تو وہ یہود کے کام آئیں گے۔

گولن 1966ء سے ترکی کے مختلف علاقوں میں امامت کرتے رہے، مختلف عنوانات پر دروس کا بھی دیے بعد ازاں "خدمت" نام سے ایک تنظیم کی بنیاد ڈالی، جس کے تحت تعلیمی سکولز، ہسپتالز اور دیگر رفاہی کام شروع کیے۔ آہستہ آہستہ تعلیمی سکولز کا جال دیگر ملکوں تک بھی بچھا دیا، چنانچہ اس وقت امریکہ سمیت پاکستان میں بھی گولن تحریک کے یہ سکولز کام کر رہے ہیں۔

ان سکولوں میں ترک میوزک ڈانس وغیرہ کے ساتھ مخلوط نظام تعلیم کی حوصلہ افزائی کی جاتی ہے۔ ابتداء میں گولن صاحب اردگان کے پر جوش حامی رہے لیکن بعد ازاں چند اختلافات کی بناء پر ان سے الگ ہو گئے۔

1999 سے تاحال موصوف امریکہ کی ریاست پنسلوانیا کے شہر سالس برگ میں 400 ایکڑ یعنی 3200 کنال کے وسیع محل میں عیش و عشرت کی زندگی گزار رہے ہیں۔ کہا جاتا ہے کہ گولن صاحب کی تنظیم مختلف کاروباروں اور چندہ مہموں کے ذریعے سالانہ 31 ارب ڈالر سے زائد رقم جمع کرتی ہے۔

عام طور پر پاکستان سمیت دیگر ملکوں کے کچھ لوگ فتح اللہ گولن کو محض مذہبی عالم سمجھتے ہیں اور ان کے افکار و نظریات کو عین اسلام کے مطابق سمجھ کر ان کو عین حق پر سمجھتے ہیں حالانکہ ان کے افکار و نظریات سراسر اسلامی نظریات سے متصادم ہیں چنانچہ گولن صاحب کہتے ہیں:

- غیر مسلم کافر کے جسم کا ریشہ ریشہ مسلمان ہوتا ہے۔
- 1998ء میں عیسائی پوپ سے ملاقات کے بعد کہا کہ یہودی اور عیسائی بھی جنت میں جائیں گے۔ اور قرآن وحدیث میں صرف مسلمانوں کے لیے



پیش کردہ جنت کا وعدہ عرب کے لوگوں کی محض قرآن میں تحریف ہے (نعوذ باللہ)

- گولن کے بقول عیسیٰ علیہ السلام کا نزول قرب قیامت جسمانی نہیں ہو گا۔
- ترکی میں جب حجاب کے خلاف شور و غوغا برپا تھا تب گولن صاحب نے فتویٰ دیا کہ حجاب کوئی لازمی چیز نہیں ہے۔

یہی وجہ ہے کہ نجم الدین اربکان، پروفیسر آک غنمد و سمیت ترکی کی اکثریتی آبادی گولن کو سازشی سمجھتی ہے۔ گولن کی تعلیم سے متاثر فوجی بغاوت منظر عام پر آئی ہے۔ یہی بات جناب طیب اردگان نے بھی کہی ہے اور اس پر ثبوت پیش کیے ہیں۔

تاریخ پھر خود کو دہرا رہی ہے۔ جیسے ماضی میں ترکی پر سخت حالات تھے اس وقت علماء دیوبند نے اسلامی وابستگی کا اظہار کرتے ہوئے ترکی کا کھل کر ہر ممکن تعاون کیا آج بھی ترکی پر حالات کو عالمی سطح پر کشیدہ کیا جا رہا ہے۔ ایسے نازک موقع پر تمام عالم اسلام کو عموماً اور مسلمانان پاکستان کو خصوصاً ترکی کا بھرپور ساتھ دینا ہو گا۔

میری جماعت عالمی اتحاد اہل سنت والجماعت، میرا ادارہ مرکز اہل سنت والجماعت سرگودھا، مجھ سے وابستہ متعلقین و مریدین تمام اس عزم کا اظہار کرتے ہیں کہ ہم ہر موقع پر طیب اردگان کے شانہ بشانہ کھڑے ہیں۔ مشکل کی گھڑی میں ہر طرح کی قربانی دینے کو تیار ہیں۔

ترکی کا موجودہ برسر اقتدار طبقہ خصوصاً طیب اردگان جہاں اپنے کی خوشحالی، تعمیر و ترقی کا سوچتے ہیں وہاں پر عالم اسلام کی خود مختاری، امن و امن اور خوشحالی کے خواہاں اور اس کے لیے انتہائی دانش و حسن تدبیر کے مخلصانہ کوششیں کر رہے ہیں۔ خدا اپنی حفظ و امان میں رکھے۔

## میت کی جانب سے قربانی کا حکم

مفتی محمد نجیب قاسمی

قربانی کا حکم:

امت مسلمہ قرآن و حدیث کی روشنی میں قربانی کے اسلامی شعار ہونے اور ہر سال قربانی کا خاص اہتمام کرنے پر متفق ہے، البتہ قربانی کو واجب یا سنت مؤکدہ کا نام دینے میں اختلاف چلا آ رہا ہے۔ صحابہ و تابعین عظام سے استفادہ کرنے والے ۸۰ ہجری میں پیدا ہوئے حضرت امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ اور علماء احناف نے قرآن و حدیث کی روشنی میں ہر صاحب حیثیت پر اس کے وجوب کا فیصلہ فرمایا ہے۔ حضرت امام مالک رحمہ اللہ بھی قربانی کے وجوب کے قائل ہیں، حضرت امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ کا ایک قول بھی قربانی کے وجوب کا ہے۔ ہندوپاک کے علماء کا بھی یہی موقف ہے۔

علامہ ابن تیمیہ رحمہ اللہ نے بھی قربانی کے وجوب ہونے کے قول کو ہی رائج قرار دیا ہے۔ البتہ فقہاء و علماء کی دوسری جماعت نے قربانی کے سنت مؤکدہ ہونے کا فیصلہ فرمایا ہے، لیکن عملی اعتبار سے امت مسلمہ کا اتفاق ہے کہ قربانی کا اہتمام کرنا چاہئے اور وسعت کے باوجود قربانی نہ کرنا غلط ہے خواہ اس کو جو بھی نام دیا جائے۔

"جواہر الاکلیل شرح مختصر خلیل" میں امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ کا موقف

تحریر ہے کہ اگر کسی شہر کے سارے لوگ قربانی ترک کر دیں تو ان سے قتال کیا جائے گا کیونکہ قربانی اسلامی شعار ہے۔

قربانی کا وجوب مبنی بر احتیاط:

1: اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں ارشاد فرمایا: نماز پڑھئے اپنے رب کے لئے اور



قربانی کیجئے۔ (سورہ الکوشہ ۲) اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے قربانی کرنے کا حکم (امر) دیا ہے، عربی زبان میں امر (حکم) کا صیغہ عموماً وجوب کے لئے ہوا کرتا ہے۔

2: نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: جس شخص میں قربانی کرنے کی وسعت ہو پھر بھی قربانی نہ کرے تو (ایسا شخص) ہماری عید گاہ میں حاضر نہ ہو۔

(مسند احمد ۲/۳۲۱، ابن ماجہ۔ باب الاضاحی واجبہ ہی ام لا؟)

عصر قدیم سے عصر حاضر تک کے جمہور محدثین نے اس حدیث کو صحیح قرار دیا ہے۔ اس حدیث میں نبی اکرم ﷺ نے قربانی کی وسعت کے باوجود قربانی نہ کرنے پر سخت وعید کا اعلان کیا ہے اور اس طرح کی وعید عموماً ترک واجب پر ہی ہوتی ہے۔

3: نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: جس شخص نے نماز عید سے قبل قربانی کر لی تو اسے اس کی جگہ دوسری قربانی کرنی ہوگی۔ قربانی نماز عید الاضحیٰ کے بعد بسم اللہ پڑھ کر کرنی چاہئے۔

(بخاری۔ کتاب الاضاحی۔ باب من ذبح قبل الصلاة، مسلم۔ باب وقتہا)

اگر قربانی واجب نہیں ہوتی تو حضور اکرم ﷺ نماز عید الاضحیٰ سے قبل قربانی کرنے کی صورت میں دوسری قربانی کرنے کا حکم نہیں دیتے، باوجودیکہ اُس زمانہ میں عام حضرات کے پاس مال کی فراوانی نہیں تھی۔

4: نبی اکرم ﷺ نے عرفات کے میدان میں کھڑے ہو کر فرمایا: اے لوگو! ہر سال ہر گھر والے پر قربانی کرنا ضروری ہے۔

(مسند احمد ۴/۲۱۵، ابوداؤد۔ باب ماجاء فی ایجاب الاضاحی)

5: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے دس سال مدینہ منورہ میں قیام فرمایا اور اس عرصہ قیام میں آپ مسلسل قربانی

فرماتے تھے۔

(ترمذی ۱/۱۸۲)

مدینہ منورہ کے قیام کے دوران رسول اللہ ﷺ سے ایک سال بھی قربانی نہ کرنے کا کوئی ثبوت احادیث میں نہیں ملتا، اس کے برخلاف احادیث صحیحہ میں مذکور ہے کہ مدینہ منورہ کے قیام کے دوران آپ ﷺ نے ہر سال قربانی کی، جیسا کہ مذکورہ حدیث میں وارد ہے۔

### میت کی جانب سے قربانی:

اگرچہ اس مسئلہ میں علماء کا اختلاف ہے، لیکن جمہور علماء امت نے مندرجہ ذیل دلائل شرعیہ کی روشنی میں تحریر کیا ہے کہ میت کی جانب سے بھی قربانی کی جاسکتی ہے۔

1: نبی اکرم ﷺ اپنی طرف سے قربانی کرنے کے علاوہ امت کے افراد کی طرف سے بھی قربانی کیا کرتے تھے۔

(بیہقی ۹/۲۶۸)

اس قربانی کو آپ ﷺ زندہ افراد کے لئے خاص نہیں کیا کرتے تھے، اور نہ ہی نبی اکرم ﷺ کا کوئی قول حتیٰ کی کسی صحابی کا قول کتب حدیث میں موجود ہے کہ قربانی صرف زندہ افراد کی طرف سے کی جاسکتی ہے۔ نیز قربانی کرنا صدقہ کی ایک قسم ہے، قرآن وحدیث کی روشنی میں صدقہ میت کی طرف سے باتفاق امت کیا جاسکتا ہے۔ علامہ ابن تیمیہ رحمہ اللہ نے کہا کہ میت کی جانب سے قربانی کرنا افضل ہے اور میت کی جانب سے قربانی زندہ شخص کی قربانی کی طرح کی جائے گی۔

(مجموع الفتاویٰ ۲۶/۳۰۶)



2: حدیث میں ہے کہ تیسرے خلیفہ اور حضور اکرم ﷺ کے داماد حضرت علی رضی اللہ عنہ دو قربانیاں کیا کرتے تھے، ایک نبی اکرم ﷺ کی جانب سے جبکہ دوسری اپنی طرف سے۔ جب ان سے سوال کیا گیا تو انہوں نے فرمایا کہ نبی اکرم ﷺ نے مجھے قربانی کرنے کی وصیت فرمائی ہے اور اسی لئے میں آپ ﷺ کی طرف سے بھی قربانی کرتا ہوں اور ہمیشہ کرتا رہوں گا۔

(ترمذی۔ باب ماجاء فی الاضحیہ عن المیت، ابوداؤد باب الاضحیہ عن المیت)

امام ترمذی (۲۰۹ھ-۲۷۹ھ) نے اس حدیث کو ذکر کرنے کے بعد فرمایا کہ اس سلسلہ میں علماء امت کا اختلاف ہے۔ ایک جماعت نے میت کی جانب سے قربانی کی اجازت دی ہے جبکہ دوسری جماعت نے اختلاف کیا ہے۔

غرضیکہ حدیث کی معروف کتب تحریر کئے جانے سے قبل ہی امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ، امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ نیز علماء احناف اور جن علماء نے ان احادیث کو قابل عمل تسلیم کیا ہے، میت کی جانب سے قربانی کرنے کی اجازت دی ہے۔

اور یہی قول زیادہ مستند و قوی ہے کیونکہ میت کی جانب سے قربانی کرنا ایک صدقہ ہے اور حج و عمرہ بدل نیز میت کی جانب سے صدقہ کی طرح میت کی جانب سے قربانی بھی کی جاسکتی ہے کیونکہ ہمارے پاس قرآن و حدیث میں کوئی ایسی دلیل موجود نہیں ہے جس کی بنیاد پر کہا جائے کہ دیگر اعمال تو میت کی جانب سے کئے جاسکتے ہیں لیکن قربانی میت کی جانب سے نہیں کی جاسکتی ہے۔

میت کی جانب سے قربانی کرنے کی دو صورتیں ہیں:

اگر میت نے وصیت کی تھی اور قربانی میت کے مال سے کی جا رہی ہے تو اس قربانی کا گوشت صدقہ کرنا ضروری ہے، گوشت مالداروں کے لئے کھانا جائز نہیں

ہے۔ اگر میت نے قربانی کرنے کی کوئی وصیت نہیں کی بلکہ ورثاء اور رشتہ داروں نے اپنی خوشی سے میت کے لئے قربانی کی ہے (جیسا کہ عموماً عید الاضحی کے موقعہ ہم اپنے والدین اور دیگر رشتہ داروں کی طرف سے قربانی کرتے ہیں) تو اس کا گوشت مالدار اور غریب سب کھا سکتے ہیں۔ تمام گوشت صدقہ کرنا ضروری نہیں، بلکہ جس قدر چاہیں غریبوں کو دے دیں اور جس قدر چاہیں خود استعمال کر لیں یا رشتہ داروں کو تقسیم کر دیں۔ جیسا کہ فقہ حنفی کی مستند کتاب (رد المحتار ج ۹ ص ۴۸۴) میں تحریر ہے جو ملک شام کے مشہور حنفی عالم علامہ ابن عابدین رحمہ اللہ نے تحریر فرمائی ہے۔

### اس موضوع سے متعلق چند دیگر احادیث:

حضرت عائشہ، حضرت ابو ہریرہ، حضرت جابر، حضرت ابو رافع، حضرت ابو طلحہ انصاری اور حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہم اجمعین کی متفقہ روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دو مینڈھے قربان کئے۔ ایک اپنی طرف سے اور دوسرا امت کی طرف سے۔

(بخاری، مسلم، مسند احمد، ابن ماجہ)

امت مسلمہ کا اتفاق ہے کہ قربانی کا ثواب دوسروں حتیٰ کہ زندوں کو بھی

پہنچتا ہے۔

ایک شخص نے رسول اللہ ﷺ سے عرض کیا کہ میری ماں کا اچانک انتقال ہو گیا ہے۔ میرا خیال ہے کہ اگر انہیں بات کرنے کا موقع ملتا تو وہ ضرور صدقہ کرنے کے لئے کہتیں۔ اب اگر میں ان کی طرف سے صدقہ کروں تو کیا ان کے لئے اجر ہے؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ہاں۔

(بخاری، مسلم، مسند احمد، ابوداؤد، نسائی)

امت مسلمہ کا اتفاق ہے کہ صدقہ کا ثواب میت حتیٰ کہ زندوں کو بھی پہنچتا

ہے۔

حضرت سعد بن عبادہ نے حضور اکرم ﷺ سے پوچھا کہ میری والدہ کا انتقال ہو گیا ہے۔ کیا میں ان کی طرف سے صدقہ کروں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ہاں۔

(مسند احمد، ابوداؤد، نسائی اور ابن ماجہ)

اسی مضمون کی متعدد دوسری روایات حضرت عائشہ، حضرت ابو ہریرہ اور حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہم سے بخاری، مسلم، مسند احمد، نسائی، ترمذی، ابوداؤد اور ابن ماجہ وغیرہ میں موجود ہیں، جن میں رسول اللہ ﷺ نے میت کی طرف سے صدقہ کرنے کی اجازت دی ہے اور اسے میت کے لئے نافع بتایا ہے۔

حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کی روایت ہے کہ قبیلہ خثعم کی ایک عورت نے رسول اللہ ﷺ سے عرض کیا کہ میرے باپ کو فریضہ حج کا حکم ایسی حالت میں پہنچا ہے کہ وہ بہت بوڑھے ہو چکے ہیں، اونٹ کی بیٹھ پر بیٹھ بھی نہیں سکتے ہیں۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: تم ان کی طرف سے حج ادا کرو۔

(بخاری، مسلم)

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تمہارا کیا خیال ہے کہ اگر تمہارے باپ پر قرض ہو اور تم اس کو ادا کر دو تو وہ ان کی طرف سے ادا ہو جائے گا؟ اس شخص نے کہا جی ہاں۔ تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: بس اسی طرح تم ان کی طرف سے حج ادا کرو۔

(مسند احمد، نسائی)

حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ قبیلہ جہینہ کی ایک عورت نے نبی اکرم ﷺ سے سوال کیا کہ میری ماں نے حج کرنے کی نذر مانی تھی مگر



وہ اس سے پہلے ہی مر گئیں۔ اب کیا میں ان کی طرف سے حج ادا کر سکتی ہوں؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تیری ماں پر اگر قرض ہوتا تو کیا تو اس کو ادا نہیں کرتی، اسی طرح تم لوگ اللہ کا حق بھی ادا کرو۔ اور اللہ اس کا زیادہ مستحق ہے کہ اس کے ساتھ کئے ہوئے عہد پورے کئے جائیں۔

(بخاری، نسائی)

### ایک شبہ کا ازالہ:

یہ کہا جاتا ہے کہ حضور اکرم ﷺ سے اپنی بیویوں یا اولاد کے انتقال کے بعد ان کی جانب سے قربانی کرنا ثابت نہیں ہے۔ یہ ایسا ہی ہے کہ کہا جائے کہ حضور اکرم ﷺ کا اپنی بیویوں یا اولاد کے انتقال کے بعد ان کی جانب سے حج یا عمرہ بدل کرنا ثابت نہیں ہے، حالانکہ دیگر احادیث کی روشنی میں پوری امت مسلمہ حج و عمرہ بدل کے صحیح ہونے پر متفق ہے باوجودیکہ آپ ﷺ نے اپنی بیویوں یا اولاد کے انتقال کے بعد ان کی جانب سے حج یا عمرہ ادا نہیں فرمایا۔

یقیناً نبی اکرم ﷺ نے اپنی بیویوں یا اولاد کے انتقال کے بعد ان کی جانب سے الگ الگ قربانی نہیں کی لیکن آپ ﷺ اپنی جانب سے ہمیشہ قربانی کیا کرتے تھے، اور دوسری قربانی کے ثواب میں سب کو شامل فرمایا کرتے تھے۔ نیز اس وقت اتنی فراوانی بھی نہیں تھی کہ میت میں سے ہر فرد کی جانب سے الگ الگ قربانی کی جائے۔ غرضیکہ دلائل شرعیہ کی روشنی میں خیر القرون سے آج تک فقہاء و علماء کی ایک بڑی جماعت میت کی جانب سے قربانی کرنے پر متفق رہی ہے۔

اگر کوئی شخص انتقال شدہ اپنے رشتہ داروں کی جانب سے قربانی نہیں کرنا چاہتا ہے تو نہ کرے لیکن جو لوگ حضور اکرم ﷺ کے قول و عمل اور صحابہ و تابعین



وفقیہاء و علماء امت کے اقوال کی روشنی میں اپنا پیسہ خرچ کر کے قربانی کرنا چاہتے ہیں، ان کو منع کرنے کے لئے قرآن و حدیث کی دلیل درکار ہے جو کل قیامت تک بھی پیش نہیں کی جاسکتی ہے۔

### دوسرے شبہ کا ازالہ:

فرمان الہی ہے: کوئی بوجھ اٹھانے والا کسی دوسرے کا بوجھ نہیں اٹھائے گا۔ آدمی کو وہی ملتا ہے جو اس نے کمایا۔ (سورہ النجم ۳۸-۳۹) اسی طرح فرمان رسول ﷺ ہے: انسان کے انتقال کے بعد اس کے عمل کا سلسلہ منقطع ہو جاتا ہے مگر تین عمل: صدقہ جاریہ، ایسا علم جس سے لوگ فائدہ اٹھائیں اور نیک لڑکے کی دعا جو وہ اپنے والد کے لئے کرے۔

(ابن ماجہ، ابن خزیمہ)

یہاں مراد یہ ہے کہ عمومی طور پر ہر شخص اپنے ہی عمل کی جزایا سزا پائے گا۔ لیکن باپ یا بیوی یا کسی قریبی رشتہ دار کے انتقال کے بعد اگر کوئی شخص ان کی نماز جنازہ پڑھتا ہے یا ان کے لئے مغفرت کی دعا کرتا ہے یا ان کی طرف سے حج یا عمرہ بدل کرتا ہے یا قربانی کرتا ہے یا صدقہ کرتا ہے یا اللہ تعالیٰ کے پاک کلام کی تلاوت کر کے اس کا ثواب میت کو پہنچاتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس عمل کو قبول فرما کر میت کو اس کا ثواب عطا فرمائے گا ان شاء اللہ۔

کیونکہ اگر یہاں عموم مراد لیا جائے تو پھر ایصال ثواب، قربانی اور حج بدل وغیرہ کرنا سب ناجائز ہو جائیں گے، بلکہ دوسرے کے حق میں دعائے استغفار حتیٰ کہ نماز جنازہ بھی بے معنی ہو جائے گی، کیونکہ یہ اعمال بھی اُس شخص کا اپنا عمل نہیں ہے جس کے حق میں دعا کی جا رہی ہے۔

## جنت کی نہریں

مولانا محمد کلیم اللہ حنفی

انسان کا اصل زیور علم ہے۔ ورنہ بغیر علم انسانی ڈھانچے کو اللہ کریم نے قرآن کریم میں درجہ حیوانیت سے بھی کم تر قرار دیا ہے، اس سے علم کی اہمیت و حیثیت کا اندازہ لگایا جاسکتا ہے، دین اسلام میں بنیادی چیز ایسا علم ہے جو انسان کو خالق کی معرفت، شریعت کا فہم اور اپنی حیثیت پر غور و فکر کرنے کے لیے آمادہ کرے۔ اللہ کریم کے نازل شدہ دین پر عمل کرنے کا جذبہ موجزن کرے علم دین کہلاتا ہے، مسلمان کی زندگی میں اسے اولیت حاصل ہے۔

نبی کریم کی بعثت کا مقصد آپ صلی اللہ علیہ وسلم خود بیان فرماتے ہیں کہ انما بعثت معلما۔ مجھے بطور معلم مبعوث کیا گیا ہے۔ اس سے اگلا مرحلہ ہے حصول علم کا۔ اس کے لیے بنیادی طور پر دو طرح کے تعلیمی ادارے وجود میں آئے۔

نمبر 1: دینی ادارے

نمبر 2: عصری ادارے

دینی اداروں میں تو صبح و شام دین کی ہی تعلیم دی جاتی ہے اور عصری اداروں میں دیگر دنیاوی فنون سکھانے کے ساتھ ساتھ دین کی تعلیم بھی دی جاتی ہے۔ ہمارے ملک کے عصری اداروں میں بحیثیت مجموعی اسلامیات کو پڑھانے والے اساتذہ صاحب علم ہوتے ہیں جبکہ بعض عصری اداروں میں اسلامیات کے اساتذہ واجبی سا دینی علم رکھتے ہیں اور چند عصری ادارے ایسے بھی ہیں جہاں کے اساتذہ کی تعلیم بالخصوص دینی قابلیت قابل صد افسوس اور قابل رحم ہے۔



اس کا لازمی نتیجہ یہی نکلتا ہے کہ جہاں استاد قابل اور صاحب علم ہو گا وہاں شاگردوں میں بھی ویسی ہی سوچ و فکر منتقل ہوگی اور اگر استاد ہی ”بدھو“ ہو تو طلباء کے ذہنوں میں وہی ”بدھوپن“ منتقل ہوگا۔

پچھلے دنوں سے سوشل میڈیا پر ایک ویڈیو گردش کر رہی ہے کہ اسلام آباد ایک نجی کالج میں ایک پروفیسر صاحب بچوں کو پڑھا رہے ہیں۔ اوّل تو انداز ہی ایسا تھا جس میں سنجیدہ پن کو تلاش کرنا جوئے شیر لانے کے مترادف ہے، بالکل بھونڈا اور گھٹیا، پھر اس کے بعد جو وہ سبق دے رہے تھے وہ اسلامی جمہوری ملک میں سراسر غیر اسلامی تھا۔

موصوف جنت کی نہروں کی تشریح کرتے ہوئے کہہ رہے تھے کہ ”یہ جو (علماء کرام کو گالی دیتے ہوئے) کہتے ہیں جنت میں مختلف نہریں ہوں گی، پانی، دودھ، شراب طہور اور شہد کی نہریں (العیاذ باللہ) سب بکواس ہے، شہد تو اتنی گھٹیا چیز ہے اسے دنیا کوئی پسند نہیں کرتا تو اللہ جنت میں انعام کے طور پر کیوں دیں گے؟..... موصوف نے مزید استہزاء کرتے ہوئے کہا کہ شہد کی نہریں ان پر کھیاں بھنبھنا رہی ہوں گی اور مولوی (پھر گالی دیتے ہوئے کہا) چاٹ رہے ہوں گے۔“

اس کے بعد پوری کلاس قہقہوں سے گونج اٹھی۔

ہماری معلومات کے مطابق یہ صاحب پہلے سمجھ دار انسان واقع ہوئے ہیں جو شہد جیسی کارآمد، مفید، صحت افزاء اور شفا بخش چیز کو گھٹیا کہہ رہے ہیں ورنہ کوئی بھی صاحب عقل شخص شہد جیسی نفع بخش چیز کو گھٹیا تصور بھی نہیں کر سکتا۔

اب آتے ہیں قرآن کریم کی طرف! قرآن کریم نے جنتیوں پر اللہ کی نعمتوں کا تذکرہ بہت سارے مقامات پر بڑے دلنشین الفاظ میں کیا ہے۔ 26 واں پارہ



سورہ محمد کی آیت نمبر 15 پر اللہ تعالیٰ نے جنتیوں کا ایک اعزاز یہ بھی ذکر فرمایا کہ اہل جنت کو جنت میں پانی، دودھ، شراب طہور اور شہد کی نہریں میسر ہوں گی، پھر ہر ایک نہر کے اوصاف بھی قرآن کریم نے ساتھ ذکر فرمادیے ہیں۔

❖ ماء غیر اُسن پانی کی نہر ہوگی لیکن اس میں بدبو نہیں ہوگی

❖ لبن لمد یتغیر طعمہ دودھ کی نہر ہوگی لیکن ایسا دودھ جس کا ذائقہ اور مزہ خراب نہیں ہوگا۔

❖ خمر لذۃ للشاربین شراب طہور پینے والوں کے لیے لذیذ، مزے دار۔

❖ عسل مصفیٰ ایسا شہد جس کی جھاگ اتار لی گئی ہو، بالکل صاف ستھرا۔

اس کے علاوہ اہل جنت کو دیگر میوے بھی بطور انعام دیے جائیں گے۔ اس کے بعد جہنمیوں پر عذاب کا ذکر فرمایا ہے۔ ان کو جہنم کا کھولتا ہو پانی پلایا جائے گا جس سے ان کی آنتیں کٹ جائیں گی۔

اتنی صراحت سے قرآن کریم نے ان نہروں کا جہاں تذکرہ کیا ہے وہاں ان کے اوصاف بھی بتلادیئے ہیں۔ شہد کا تذکرہ کیا ہے تو ساتھ ہی یہ ذکر فرمادیا کہ ساف ستھرا ہوگا، مصفیٰ اس کی جھاگ اتار لی گئی ہوگی۔ لیکن کیا کیا جائے پروفیسر صاحب کا وہ خود یہ شہد استعمال نہیں کرنا چاہتے ہیں۔

روز جزا کے بعد جب دونوں قسم کے لوگ اپنے اپنے مقامات پر پہنچ جائیں گے تو ہر ایک اپنے حصے کی جزا اور سزا پالے گا۔ ہماری خواہش ہے بلکہ دلی دعا ہے کہ پروفیسر صاحب جنت کی نہروں سے مستفید ہوں لیکن اگر وہ ان کو اپنے لیے اچھا نہیں سمجھتے تو دوسرا آپشن بھی ان کے سامنے موجود ہے۔

ہمارے لیے حیرت کا مقام ہے کہ ایک بڑے کالج کا پروفیسر قرآن کریم کی





آیات، خدا کے انعامات کا اس بھونڈے انداز میں تذکرہ کرتا ہے کہ طلباء کے دل و دماغ میں آیات قرآنیہ کی عظمت بے حیثیت ہو کر رہ جائے۔ کالج کی انتظامیہ اور وہاں پڑھنے والے اسٹوڈنٹ اس کی باز پرس نہ کریں۔

عام طور پر ہم نے دیکھا ہے کہ کالج کے اسٹوڈنٹ چند ٹکے کرایہ نہ دینے کے لیے ٹرانسپورٹ کمپنیوں کا لاکھوں کا نقصان کر ڈالتے ہیں۔ ڈرائیوروں اور کنڈیکٹروں کو سڑکوں پر طرح طرح کے ذلت آمیز سلوک کا نشانہ بناتے ہیں۔

افسوس صد افسوس کہ کرائے کے چند ٹکوں کے لئے ان کے جذبات بھڑک اٹھتے ہیں لیکن ان کے سامنے قرآن کریم جیسی مقدس کتاب کی بھونڈے انداز میں گستاخانہ تشریح ہوتی رہے یہ وہاں بالکل چپ سادھ پر بیٹھے رہے کسی نے بھی پروفیسر صاحب کو قرآن کریم کے تقدس پامال کرنے پر نہیں ٹوکا۔ کوئی پرامن احتجاج بھی نہیں کیا۔ صد حیف ہے ایسے اسٹوڈنٹ پر بھی۔

ہمیں غور کرنا ہو گا کہ کہیں ہمارا خون سفید تو نہیں ہو گیا؟ تعلیمی اداروں کے منتظمین اور ارباب حل و عقد ان معاملات پر سنجیدگی سے غور کریں کہ کہیں ان کے ادارے میں کوئی ایسا استاد تو موجود نہیں جو تعلیم کے نام پر طلباء کے ایمان کو برباد کر رہا ہو؟ طلباء بھی اس معاملے میں ایمان بیداری ثبوت دیں۔

جہنم کے بدبودار گرم کھولتے ہوئے پانی اور پیپ سے پناہ مانگتے ہوئے ہمیں اللہ سے جنت کی نہریں مانگنی چاہئیں۔ ہمارا ایمان ہے کہ جنت کی نہریں موجود ہیں۔ کاش ہم سب ان کو حاصل کرنے کی محنت کرنے لگ جائیں۔ اللہ ہمیں ایسے کام کرنے کی توفیق عطا فرمائے جس سے خوش ہو کر اللہ جنت کی نہریں نصیب فرمائے۔

آمین یا رب العالمین

## پاکستان کا بنیادی حق

مولانا محمد کلیم اللہ حنفی

اگست شمسی سال کا آٹھواں مہینہ ہے اس کی 14 تاریخ روشن اور یاد گار دن کے طور پر منائی جاتی ہے۔ یہ وہ دن ہے جب مسلمانان برصغیر کو اللہ تعالیٰ نے طویل قربانیوں کے صلے میں نعمت آزادی سے سرفراز فرمایا۔

حصول آزادی کی کرنک تاریخ میں تاریخ انسانیت کی سب سے بڑی ہجرت رونما ہوئی۔ قائدین تحریک آزادی پاکستان نے آزاد اسلامی، نظریاتی ریاست کو حتمی شکل دی بالآخر 14 اگست 1947ء کو اسلامی جمہوریہ پاکستان دنیا کے نقشے پر ابھرا۔ تو میں اپنی تاریخ آزادی کی تاریخ کو تاریک نہیں ہونے دیتیں چنانچہ اہلیان پاکستان بھی اس دن خداوند قدوس کے حضور سجدہ شکر بجالاتے ہیں اور اپنی خود مختار، آزاد، اسلامی، نظریاتی فلاحی، جمہوری ریاست کو مزید مستحکم کرنے کے لیے تجدید عہد کرتے ہیں۔

حسب سابق اس سال بھی پاکستان میں 14 اگست کو یوم آزادی کے طور پر ملکی و ملی جوش و جذبے سے منانے کی تیاریاں اپنے عروج پر تھیں، اہلیان وطن کے ہر محب وطن شہری کی آنکھوں میں خوشیوں کے خواب رقصاں تھے کہ شریپند تخریب کاروں نے بلوچستان کی غیرت مند سرزمین کو مقل گاہ بنا کر پاکستانی قوم کو سوگ کا شکار کر دیا۔ فتنہ پرور، سفاک درندوں نے خونی کھیل کھیلا۔

کئی بے گناہ و کلاء، صحافی برادری اور عوام الناس لقمہ اجل بن گئے، وطن کے سبیلے جوانوں کے جسمانی اعضاء فضا میں بکھر کر رہ گئے، 100 سے زائد لاشیں گر



گئیں، زخموں کے اعضاء ناکارہ ہو گئے، شہداء کے لواحقین و پسماندگان کی چیخ و پکار سے عرش الہی کانپ نہیں لرز اٹھا۔ حالات نے ایک کروٹ بدلی کہ انصاف دینے والے خود انصاف کے طالب بن گئے، دہائیاں سننے والے خود دہائیاں دینے لگے، فریاد رس نوحہ کنناں بن گئے، امن کی راہیں ہموار کرنے والے خود اس راہ میں ہموار ہو گئے۔

دہشت گردی کے ہر واقعے کے بعد اسے ختم کرنے کے لیے حکومتی لائحہ عمل طے کیا جاتا ہے، کچھ دن بعد پھر کوئی سانحہ پیش آتا ہے اس کے بعد پھر نئی حکمت عملی ترتیب دی جانے لگتی ہے۔

ہمیں کسی کا انکار نہیں سب قوم کے مفاد میں کیا جاتا ہے لیکن کیا وجہ ہے کہ جرائم کی شرح میں خاطر خواہ کمی نہیں آرہی۔ کچھ دن کا وقفہ ہوتا ہے اور پھر سے دہشت گرد منظم ہو کر ملک کے امن کو تباہ کر دیتے ہیں۔ قوم کی نظریں ناخداؤں سے خدا تک پہنچ جاتی ہیں۔

ہمارا تجرباتی نکتہ نظریہ یہ ہے کہ چونکہ اس ملک کی بنیاد اسلام پر ہے جب تک اس کو اس کی بنیاد پر نہیں رکھا جائے گا اس وقت تک اس کی عمارت برقرار نہیں رہ سکے گی۔ امن ہو یا معیشت اس میں کسی نہ کسی طرف جھول رہے گا۔ اقتصادی و معاشی عدم استحکام، امن و سالمیت کا عدم استحکام اس وقت تک ہمارا پیچھا نہیں چھوڑیں گے۔

جب تک اسلامی نظریاتی ریاست میں اسلام کو بحیثیت قانون نافذ نہیں کیا جاتا۔ آئے دن ملک ترقی سے تنزلی کی طرف، امن سے بد امنی کی طرف جا رہا ہے۔ اور اس وقت تک ہم عدم استحکام کا شکار ہو کر خطِ دہشت کے نیچے زندگی بسر کرتے رہیں گے جب تک ہم ملک کا اس کا بنیادی حق نہیں دیں گے۔ اس کی بنیاد اسلام ہے جو ہمارا دین بھی، اور ہمارا آئین بھی۔ ہمارا عقیدہ بھی ہے اور ہمارا محافظ بھی۔

## دورانِ احرام حیض کا حکم

متکلم اسلام مولانا محمد الیاس گھمن کی زیر نگرانی مرکز اہل السنۃ والجماعۃ کے ”آن لائن دارالافتاء“ سے پوچھے گئے سوالات و جوابات کا سلسلہ  
نوٹ: سائل کو جواب میل کرنے کے بعد افادہ عام کے لیے ادارے کی  
آفیشل ویب سائٹ [www.ahnafmedia.com/darulifta](http://www.ahnafmedia.com/darulifta) پر  
اپ لوڈ کر دیا جاتا ہے۔

ای میل ایڈریس: [mufti@ahnafmedia.com](mailto:mufti@ahnafmedia.com)

سوال:

ایک مسئلہ میں دینی رہنمائی کی ضرورت ہے۔ ایک عورت میقات سے  
احرام باندھ کر مکہ مکرمہ کے لیے روانہ ہوئی، راستے میں اس کو کچھ پیلا رنگ کا پانی آگیا  
اس نے اس کو حیض سمجھا کیونکہ اس کے حیض کا وقت متعین نہیں ہے، مکہ پہنچ کر اس  
نے کپڑے بدل لیے، اس کے بعد اس کو کوئی پانی وغیرہ کی شکایت نہیں ہوئی، وہ اب  
کیا کرے؟ ایسے ہی عمرہ کرے یا مسجد عائشہ جا کر دوبارہ احرام کی نیت کرے؟

سائل: محمد اعظم سعد

لانڈھی، کراچی

جواب:

عورت کو احرام باندھنے کے بعد اگر حیض آجائے تو اس سے احرام باطل

نہیں ہوتا اگرچہ وہ عورت کپڑے تبدیل بھی کر لے کیونکہ عورت کا احرام حج و عمرہ کی نیت کرنا اور تلبیہ کہنا ہے۔ جب عورت حج یا عمرہ کی نیت کر لے اور تلبیہ پڑھ کر احرام باندھ لے تو وہ مُحْرِمہ بن جاتی ہے۔ البتہ ایسی عورت کے لیے حکم یہ ہے کہ ذکر و اذکار اور دعائیں وغیرہ تو کرتی رہے گی لیکن طواف کے لیے مسجد حرام میں داخل نہیں ہوگی بلکہ پاک ہونے کے بعد ہی طواف کرے گی۔ حدیث مبارک میں حائضہ کے لیے یہ حکم ہے: **وَتَقْضِي الْمَنَاسِكَ كُلَّهَا غَيْرَ أَنْ تَطُوفَ بِالْبَيْتِ حَتَّى تَطْهَرَ.**

(جامع الترمذی: حدیث نمبر 945)

ترجمہ: حائضہ عورت بیت اللہ کا طواف کرنے کے علاوہ تمام مناسک ادا کرے گی۔

اس دوران اگر عورت نے یہ سمجھا کہ میرا احرام باطل ہو چکا ہے اور اس نے احرام کی حالت میں جو کام ممنوع ہیں۔ ان کو کر لیا تو اس پر صدقہ یادم آجائے گا۔ مثلاً ایک دن پورا یا ایک رات پوری چہرہ کو ڈھانپنے رکھا تو دم واجب ہو گا اور اگر اس سے کم لیکن ایک گھنٹہ سے زیادہ چہرہ ڈھانپنے رکھا تو (نصف صاع گندم کا) صدقہ کرنا واجب ہو گا البتہ احرام پھر بھی باطل نہ ہو گا۔

(المحیط البرہانی: ج 2 ص 736)

واللہ اعلم بالصواب

کتبہ

(مفتی) شبیر احمد حقانی

الجواب الصحيح

(مولانا) محمد الیاس گھمن

سوال:

بعض لوگوں کو عجیب طرح سے نماز پڑھتے دیکھا ہے کہ تشہد میں شہادت کی

انگلی کو مسلسل حرکت دیتے رہتے ہیں۔ پوچھنا یہ تھا کہ ہم التحیات میں ہم اپنی شہادت کی انگلی کتنی بار اٹھائیں؟

سائل: رفیق احمد خان، سری نگر کشمیر

**جواب:**

التحیات میں شہادت کی انگلی صرف ایک بار اٹھانی چاہیے، پھر اسے آخر نماز تک بچھائے رکھنا چاہیے۔ بار بار اٹھا کر حرکت نہ دی جائے۔ حضرت عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:

أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُشِيرُ بِأَصْبَعِهِ إِذَا دَعَا وَلَا يُحْزِرُ كُفَّاهَا.  
(سنن النسائي: حديث نمبر 1270، سنن ابی داؤد: حديث نمبر 989)  
ترجمہ: نبی صلی اللہ علیہ وسلم اپنی انگلی سے اشارہ کرتے تھے اور اسے حرکت نہیں دیتے تھے۔

قال الامام النووي: اسنادہ الصحيح.

(المجموع شرح المہذب: ج 3 ص 454)

قال الشيخ أیمن صالح شعبان: إسنادہ صحیح.

(حاشیہ جامع الأصول فی أحادیث الرسول: تحت حدیث 2117)

غیر مقلد عالم محمد عبد الرحمن مبارک پوری اس روایت کو عدم تحریک کی دلیل قرار دیتے ہوئے لکھتے ہیں:

فهذا الحديث يدل صراحة على عدم التحريك وهو قول أبي حنيفة.

(تحفة الاخوان: ج 2 ص 160)

ترجمہ: اس حدیث سے صراحتاً ثابت ہوتا ہے کہ تشہد میں انگلی کا اشارہ کرتے ہوئے انگلی کو بار بار نہیں ہلانا چاہیے اور یہی امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کا موقف ہے۔

## فائدہ:

بعض لوگ حضرت وائل بن حجر رضی اللہ عنہ کی اس روایت کو پیش کر کے کہتے ہیں کہ اشارہ کرتے ہوئے انگلی کو بار بار حرکت دینی چاہیے۔ روایت یہ ہے:

ثُمَّ رَفَعَ اصْبَعَهُ فَرَأَيْتُهُ يُحَرِّكُهَا يَدْعُو بِهَا.

(السنن الکبریٰ للبیہقی: حدیث نمبر 2899)

ترجمہ: پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے شہادت کی انگلی اٹھائی، میں نے دیکھا کہ آپ دعا کر رہے ہیں اور انگلی کو حرکت دے رہے ہیں۔

لیکن صحیح تر بات یہ ہے کہ اس ”حرکت دینے“ سے مراد انگلی کو بار بار ہلانا نہیں ہے بلکہ اس سے مراد پہلی مرتبہ ”اشارہ کرنا“ ہے۔ مشہور محقق عالم امام ابو بکر البیہقی (ت 458ھ) حضرت وائل بن حجر رضی اللہ عنہ کی اس روایت کے متعلق فرماتے ہیں:

أَلَمْ يَرَأِ بِالْتَّحْرِيكِ الْإِشَارَةَ بِهَا لَا تَكْرِيْرُ تَحْرِيكِهَا، فَيَكُونُ مُوَافِقًا لِوَايَةِ ابْنِ الزُّبَيْرِ.

(السنن الکبریٰ للبیہقی: ج 2 ص 132 تحت حدیث 2899)

ترجمہ: حضرت وائل کی اس روایت میں ”حرکت دینے“ سے مراد انگلی کو بار بار ہلانا نہیں ہے بلکہ اس سے مراد پہلی مرتبہ ”اشارہ کرنا“ ہے۔ یوں یہ روایت حضرت عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کی روایت کے موافق بن جاتی ہے (جس میں ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم انگلی کو حرکت نہیں دیتے تھے۔)

واللہ اعلم بالصواب

کتبہ

(مفتی) شبیر احمد حنفی

الجواب الصحیح

(مولانا) محمد الیاس گھمن

## لوحِ ایام

مرکز اہل السنۃ والجماعۃ سرگودھا میں معزز مہمانان گرامی کی آمد اور متکلم اسلام مولانا محمد الیاس گھمن حفظہ اللہ کے اندرون و بیرون ممالک کے مختلف مسکلی اسفار اہم مذہبی، سیاسی اور سماجی شخصیات سے خصوصی ملاقاتیں

❖ کوئٹہ بم دھماکے میں جاں بحق افراد کے لیے مرکز اہل السنۃ والجماعت میں ایصالِ ثواب اور دعائے مغفرت کی گئی۔ اس موقع پر متکلم اسلام مولانا محمد الیاس گھمن نے کہا کہ ملک کو دہشت گرد عناصر سے پاک کیا جائے۔

❖ عالمی اتحاد اہل السنۃ والجماعت کے ذمہ داران کا اجلاس ہوا۔ متکلم اسلام مولانا محمد الیاس گھمن نے کہا کہ ملک بھر سے جہالت اور فرقہ واریت کے خاتمے کے لیے علماء کرام اپنا کردار ادا کریں۔ ملکی سالمیت و استحکام کے عنوان پر سیمینارز اور اجتماعات کا انعقاد کریں تاکہ نوجوان نسل ملکی آزادی کی قدر و قیمت سے آگاہ ہو سکے۔

❖ 12 اگست جمعۃ المبارک کو فضیلۃ الشیخ مولانا عبدالحفیظ مکی خلیفہ مجاز شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا کاندھلوی رحمہ اللہ مرکز تشریف لائے۔ خطبہ جمعہ ارشاد فرمایا اور مرکز کے اساتذہ و طلبہ کو بخاری شریف کی پہلی حدیث کا سبق پڑھایا۔ بعد ازاں صحاح ستہ، موطن اور طحاوی شریف کی اجازت حدیث سے سرفراز فرمایا۔

❖ 14 اگست کو مرکز اہل السنۃ والجماعت میں استحکام پاکستان سیمینار اور پرچم کشائی کی تقریب ہوئی۔ جس میں مقامی علماء، سیاسی و سماجی رہنماء، دینی مدارس کے طلبہ اور عوام الناس نے شرکت کی۔ سیمینار سے متکلم اسلام نے پاکستان کے استحکام پر جامع اور پر مغز گفتگو فرمائی۔



## ماہنامہ فقہ ملنے کے پتے

ایجنسی ہولڈرز	علاقہ	فون نمبرز
دارالایمان	کراچی	03342028787
ڈاکٹر تحسین اللہ	پشاور	03339217613
مولانا محمد نوید حنیف	آزاد کشمیر	03132317090
مولانا محمد شہباز	کبیر والا	03066310082
مولانا محمد صدیق	ڈیرہ غازی خان	03356351893
مولانا محمد قاسم	ملتان	03007408019
مولانا عمر خطاب	انک	03077375075
رحمت اللہ	کوہاٹ	03449251287
مولانا خالد زبیر	فیصل آباد	03153759031
مولانا خالد زبیر	چکوال	03335912502
محمد رئیس	ٹانک	03319143483
مولانا محمد دلاور	ادوکارہ	03136969193
مولانا عبد اللہ قمر	قصور	03008091899
مولانا عبد اللہ شہزاد	حافظ آباد	03212374824
عبد الوکیل عزیزی	سیالکوٹ	03338639255
ذوالقرنین حیدر	ڈیرہ اسماعیل خان	03343682508

نوٹ: ایجنسی بک کروانے کے لیے رابطہ کریں: 03326311808